Posted On Kitab Nagri

کتاب نگری

www.kitabnagri.com

Posted On Kitab Nagri

اسلام علیکم!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔تو

www.kitabnagri.com آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول،ناولٹ،افسانہ،کالم،ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Pg/Kitab Nagri

knofficial9@gmail.com

whatsapp _ 0335 7500595

Posted On Kitab Nagri

محبت کے فسانے

کنول حنیف

وہ کالج کے ایڈمن بلاک کی سیڑھیوں پر بیٹھی تھی۔وہ مورنی کی آنکھوں والی قدرے بیزار سی دکھتی تھی۔وہ جو ہمیشہ لوگوں کو آتے جاتے ہوئے تنگ کرنے میں مصروف ہوتی،وہ آج خود ہی اداس بیٹھی تھی۔کچھ لڑکیاں جو اس کے پاس سے گزرتی تھیں اسے حیرت کی نگاہوں سے ذرا دیر کو تکتی اور پھر اوپر چلی جاتیں۔بچے آتے جاتے رہے مگر وہ ایسے ہی بیٹھی رہی،شائد اسے لوگوں کی نگاہوں سے کچھ خاصہ فرق نہیں پڑتا تھا۔

اچانک دھپ سے کوئی اس کے ساتھ بیٹھ گیا۔سیڑھیوں کے پاس "کھڑے درخت کی ٹہنی قدرے آگے کو جھولی"شائد اسے بھی تجسس تھا اس لڑکی کے یوں گم صم ہو جانے کی وجہ کو جاننے کا،

پہلے سے بیٹھی لڑکی نے اب ذرا سی گردن موڑ کے ساتھ بیٹھنے والی لڑکی کو دیکھا۔

ساتھ بیٹھی لڑکی نے بھنویں چڑھائی جیسے پوچھ رہی ہو کیا ہوا

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

Posted On Kitab Nagri

ٹہنی اب اور متجسس ہوئی، وہ ذرا سا جھول کے آگے ہوئی جیسے آواز اس تک نہ پہنچتی ہو۔

کچھ نہیں ٹائم ختم ہونے والا ہے کمرے میں چلیں۔ درخت کی باقی ٹہنیوں نے اس آگے کو جھکی شاخ کو ایسے دیکھا جیسے کہ رہی ہوں "مل گئے چسکے" جھکی شاخ کو مورنی کی آنکھوں والی لڑکی پر شدید غصہ آیا اور پھر وہ رونی سی شکل لے کے واپس پیچھے ہو گئی، باقی شاخیں ہوا کے جھونکے سے لہرائیں جیسے اس کی ناکامی کا جشن منایا گیا ہو۔

چل چلیں ویسے بھی اب کیمسٹری کا لیکچر ہے اور سر بلال کو تو موقع چاہئے۔ ساتھ بیٹھی لڑکی نے مورنی کی آنکھوں والی لڑکی سے کہا اور اس کا ہاتھ پکڑتے ہوئے اٹھ گی اب وہ دھپ دھپ سیڑھیا چڑھ رہی تھیں شائد سر آنے والے تھے۔

ایسا کیا ہے جس نے کیا گم صم اس قدر
ہو گئی بیگانی وہ جو دنیا سے اس قدر
وہ جو ہنستی تھی لوگ کہتے اس قدر
مگر اب اداس ہے وہ کیوں اس قدر

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اسلام علیکم! مورنی کی آنکھوں والی لڑکی نے گھر میں داخل ہوتے ہے سلام کیا تھا۔ کالے رنگ کے بستے کو جو اس نے ایک کندھے پر لٹکایا ہوا تھا اتار کر ساتھ رکھے صوفے پر رکھ دیا۔ اب وہ ادھر ادھر نگاہیں

Posted On Kitab Nagri

دوڑا رہی تھیں کیوں کہ ابھی تک امی نے سلام کا جواب بھی نہ دیا تھا اور وہ خود بھی کہیں نظر نہیں آ رہی تھی۔ ابھی وہ نظریں دوڑانے میں مصروف تھی کہ کچن سے کھٹ پھٹ کی آوازیں اسے سنائی دے گئیں.

اف مطلب امی کچن میں ہیں۔ مورنی کی آنکھوں والی لڑکی بڑبڑاتے ہوئے کچن کہ جانب بڑھ گئی ۔دراصل مورنی کی آنکھوں والی لڑکی ایک گاوں میں رہتی تھی۔اس کے گھر میں اس کے امی، ابو کے علاوہ ایک چھوٹی بہن تھی۔بس اس کا خاندان فقط چار لوگوں کا تھا۔

"کسے معلوم چار خانوں والے دل کے ہوں گے حصے چار ہزار"

مورنی کی آنکھوں والی لڑکی کا نام دعا صفدر تھا۔دعا صفدر کے والد صفدر محمود صاحب کوئی امیر تمیر آدمی نہ تھے مگر وہ بہت غریب بھی نہ تھے۔عام انسانوں کی طرح ان کی زندگی بہت خوب گزر رہی تھی اور وہ اکثر اپنی دونوں بیٹیوں کو دیکھ کر مسکراتے رہتے جیسے بہت دل سے اللہ کا شکر ادا کرتے ہوں ۔صفدر محمود ایک نرسری کے مالک تھے اور گھر اور گاڑی دونوں دستیاب تھے۔

ہماری مورنی کی آنکھوں والی کچن میں پہنچ چکی ہے۔اموووا اتنی گرمی میں یہاں کیا کر رہی ہیں۔دعا نے امی کو پیچھے سے پکڑتے ہو پوچھا۔امی بیسن پہ جھکی سبز مرچیں دھو رہی تھیں۔شائد نہیں یقیناوہ کسی کی میزبانی کی تیاری کر رہی تھیں۔

Posted On Kitab Nagri

کچھ نہیں بیٹا وہ آج تیرے ماموں لوگ آرہے ہیں نہ بس اسی کی تیاری میں مصروف ہوں۔امی نے مرچوں کو کاٹتے ہوئے کہا۔ چلو جی ان لوگوں کو بھی بس ٹورے پھیرے کی پڑی ہوتی ہے۔مورنی کی آنکھوں والی نے گاجر کو کترتے ہوئے کہا۔امی نے فورا اسے گھوری ڈالی جیسے کہ رہی ہو" خبر دار میرے بھائیوں کے بارے میں کچھ کہا تو"

میں تو ان کے فائدے کا ہی سوچ رہی ہوں، کہاں گرمی مرتے ہوئے آئیں گے اور پھر راحیلہ ممانی آتے ساتھ کہیں گی"یہ کون سا اے سی ہے ٹھنڈک ہی نہیں بلکل بھی، کس کمپنی کا ہے،میں نے ابھی اپنا بدلوایا ہے تم لوگ بھی وہی لگوالو۔ساتھ مورنی آنکھیں ایسے گھماتی تھی کہ

"دیکھنے والا بنانے والے کی تخلیق کو سراہے بغیر نہ رہ سکے"

کون کہتا ہے

دعا وہ مامی ہیں تیری ایسے نقل مت اتارا کر بیٹا۔امی نے پیازوں کو کاٹتے ہوئے کہا۔دعا اپنی پہلی گاجر کتر چکی تھی اب دوسری گاجر کو پکڑنے کو تھی جب امی نے اس کے ہاتھ پہ الٹی چھری ماری۔دعا نے بلک کے ہاتھ پیچھے کھینچا،ماتھے پہ شکنیں پڑی، آنکھیں ایسے کر لیں جیسے سڑک پر بھیک مانگتا ہوا بچہ کرتا ہے جب اسے گاڑی والا اچھا بھلا امیر بھی دس روپے نہ دے۔

Posted On Kitab Nagri

امی آپ نے کسی دن ہاتھ کاٹ دینے ہیں میرے، ہاتھ مسلتے ہوئے کہا گیا۔ حرکتیں ہی ایسی ہیں بنا کاٹے گزارہ بھی نہیں۔ امی اب پیازیں دیگچی میں ڈال رہی تھیں، کچن میں چھن چھن کی آواز کے ساتھ ہلکی سی خوشبو پھیل گئی تھی۔

ہاں ہاں، پتہ ہے مجھے کونسے بدلے لے رہی ہیں، دعا نے امی کی طرف رونی شکل بناتے ہوئے کہا، سچ تھا امی کو اس پہ غصہ تھا کیونکہ جو بیدہ بیگم کو ذرا نہیں برداشت کوئی اس کے بھائیوں کو کچھ کہے۔

چل جا وردی بدل لے، نہ ہاتھ منہ دھوئے ہوگی شروع، کوئی تمیز نہیں، کوئی سلیقہ نہیں، یہ نہیں کہ امی کے ساتھ ہاتھ ہی بٹا دوں، بس زبان چلوا لو میڈم سے، امی نے دیگچی اب کچھ ڈال رہی تھیں۔

امی جا رہی ہوں، بس کریں، ابھی ہاری تھکی آئی ہوں آپ کام پہ لگا دیں، دعا بڑبڑاتے ہوئے کچن سے باہر نکل گئی۔ اس کا رخ سیڑھیوں کی جانب تھا۔ کچھ دیر بعد__

ماموں لوگ آ چکے تھے۔ وہ سب لاؤنج میں بیٹھے تھے۔ امی ہنستے ہوئے انھیں چائے دے رہی تھی۔ امی کے منہ کی مسکراہٹ دیکھنے والی ہوتی جب اس کے بھائی آتے تھے وہ ایسے ہی خوش ہوتی تھیں۔ ذرا دیر کو بھی مسکراہٹ چہرے سے جدا نہ ہوتی تھی۔ چہرے کی چمک ایسی ہوتے جیسے برسوں سے ڈھونڈنے والے کو خزانہ مل گیا ہو، جیسے طبیب کو کسی مرض کی دوا مل گئ ہو، جیسے کسی عاشق نے اپنے محبوب کی اک جھلک دیکھ لی ہو، جیسے مرنے والے کو زندگی ملی ہو۔ امی اپنے بھائیوں سے بہت محبت کرتی تھیں

Posted On Kitab Nagri

۔ کبھی کبھی تو مورنی آنکھیں جلنے لگتی ان کی اس قدر محبت سے اور پھر خدا کا شکر ادا کرتی کہ اس کا کوئی بھائی نہیں تھا ورنہ پتہ نہیں وہ بھی ساری زندگی سیوا ہی کرتی رہتی۔

خیر امی ان سب کو چاے سرو کر چکی تھیں، جو بیدہ بیگم بار بار اوپر کی جانب دیکھتی تھی۔ان کی شہزادی جو نہیں آئیں تھی ابھی تک سلام کرنے۔ اللہ جانے کتنی سلواتیں وہ دل ہی دل میں دعا کو دے چکی تھیں۔ آپا دعا کہاں ہے نظر نہیں آئی۔ماموسعید نے پوچھا جو جو بیدہ بیگم کے لاڈلے اور سب سے چھوٹے بھائی تھے۔ دراصل جو بیدہ تین بھائیوں کی اکلوتی بہن تھیں۔امجد اور مجید جو بیدہ بیگم کے بڑے بھائی تھے اور سعید اس سے چھوٹا تھا اور اسے سب سے پیارا بھی تھا۔

وہ ابھی آئی ہے کالج سے ذرا فریش ہونے گئی ہے، بس آتی ہو گی۔ماموں نے مسکرا کر بسکٹ اٹھایا اور باقی سب کی سوال کرتی نگاہوں کو قرار نصیب ہوا۔ قرار دعا کے ہوتے ہوئے اس کی ماں کو تو کم از کم نصیب نہیں ہو سکتا۔ تقریباً سینتیس سیڑھیاں پھلانگ کے دائیں جانب نظر آنے والے کمرے کے ادھ کھلے دروازے سے جھانکو تو مورنی آنکھیں موبائل پہ گڑی ہوئی ہیں۔

اگر تم غور کرو تو دیکھ پاو کہ مورنی نک سک سی تیار بیٹھی ہے۔ سبز جوڑے میں ملبوس ہماری مورنی کسی آفت سے کم نہیں لگ رہی۔ مورنی آنکھیں موبائل پہ کچھ پڑھنے میں مصروف ہیں۔ شائد کوئی میسج ہے کیونکہ آفت اب مسکرا رہی ہے، اب وہ اپنی مخروطی، لمبے ناخن والی انگلیوں سے جن پہ ناخن پالش کے کئی شیڈ لگائے گئے ہیں کچھ ٹائپ کر رہی ہے۔

Posted On Kitab Nagri

دعا کی مورنی آنکھیں، گھنی پلکیں، تیکھا، کھڑا ناک، اور باریک ہونٹ اسکی اداوں میں اہم کردار ادا کرتے تھے۔مورنی آنکھیں بار بار دروازے کی طرف اٹھتی تھیں، ظاہر ہماری مورنی انتظار کر رہی ہے کہ والدہ ماجدہ آئیں اور اسے باہر آنے کی دعوت دے کے جائیں۔ اتنے میں دھڑام کی آواز سے دروازہ کھلتا ہے۔امی اندر داخل ہوتے ہوئے اللہ جانے کتنی دعائیں دعا کے نام کرتی ہیں۔

مورنی گھبرا کے بیڈ سے اٹھی، موبائل غریب کا گرتے گرتے بچا۔ابھی تو کل اس کا موبائل ہاتھ سے چھوٹا تھا اور پھر پورے ساتھ ہزار میں اس نے پینل پڑوایا تھا۔ہماری غموں کی ماری غریب مورنی، تم مجھے بتادو اصل میں چاہتی کیا ہو؟ سوال کیا گیا

آپ کو ہمیشہ خوش دیکھنا چاہتی ہوں بس اتنی سی خواہش ہے میری تو،اسی معصومیت سے جواب دیا گیا ۔اور بس اب یہاں جو بیدہ بیگم کی بس ہو گئ۔امی کی آنکھیں شعلہ کی طرح دہکنے لگیں۔

میں سمجھتی ہوں تمہاری سب خواہشیں۔امی نے جھکے ہوئے چہرے کی طرف غصے سے دیکھتے ہوئے کہا

۔بس آپ ہی تو ہیں اس ظالم دنیا میں جو مجھے ہی نہیں میری خواہشوں کو بھی بن کہے جان جاتی ہیں ۔ایک اور معصوم دلیل دی گئ۔

نہ تم یہ بتاؤ تمہیں کیا نیچے دیکھنے آیا ہے کوئی جو یہ اتنا سنگھار کر کے بیٹھی ہو۔اس کا میک اپ تو امی کو دکھا ہی اب تھا۔امی وہ میرے ماموں ہیں کیا کہیں گے منہ اٹھا کے ایسے ہی آجاتی ہے۔انھیں لگے گا میں خوش نہیں ہوئی ان کے آنے سے ،بس اسی لئے آپکی خوشی کو مد نظر رکھتے ہوئے ذرا سا بیس لگایا ہے

Posted On Kitab Nagri

۔امی نے ایک نظر اسے اوپر سے نیچے تک دیکھا۔ذرادیر کر کو توامی بھی سحر زدہ ہوئیں۔غصہ قدرے کم ہوا۔کم بخت دلیل ہی ایسی دیتی تھی، بلکہ وضاحتیں پیش کرتی تھی۔

ٹھیک ہے مگر ذرا یہ سرخی کم کروا اچھا نہیں لگتا۔امی نے اب کے قدرے دھیمے لہجے میں کہا۔اور بس ہو گئ مورنی روہانسی،امی اللہ کی قسم ابھی میں نے ذرا سی ہی لگائی ہے۔کچھ بھی ہو جائے دعا کی لپسٹک کم نہیں ہو سکتی۔آنکھیں ٹمٹماتے ہوئے صاف بتایا گیا کہ "دعا ملنے جائے گی تو سرخی نہیں ہٹائے گی"۔

ہمارے زمانے میں لڑکیاں شرم کے مارے سرمہ نہیں لگاتی تھیں، ہم تو کبھی اپنے بھائیوں کے سامنے سرخی لگا کے نہیں گئے۔آج کل کی لڑکیوں کا تو اللہ حافظ ہے۔امی کہتے کہتے کمرے سے باہر نکل گئیں مگر دروازہ سارا کھول گئیں۔

"مطلب صاف تھا میرے پیچھے پیچھے آو"۔

ہماری مورنی بھی پھر چل دیں پیچھے پیچھے، مگر ایک بار اور لپسٹک ٹھیک کرنا نہ بھولیں۔

اسلام علیکم ورحمتلہ وبرکتہ !مطلب مورنی لاونج میں پہنچ چکی ہیں۔مورنی کا ایک ہی مطالبہ ہے جہاں وہ ہو وہاں کسی اور شے کو ترجیح دینا گناہ ہے۔ محفل ہر شخص کی نظر فقط دعا پہ ہو۔لوگ اس کی خوبصورتی کے قصیدے پڑھیں،اس کی آنکھوں کی جھپک میں کھو جائیں،اس کو دیکھنے والے سحر زدہ ہو جائیں۔

وعلیکم السلام بیٹا!کئ آوازیں ایک ساتھ آئیں تھیں۔جن میں ماموں اور ممانی کے بیٹا کہنے کی آوازیں تھیں لیکن ایک آواز ماموکے ساتھ بیٹھے طلحہ کی تھی۔

Posted On Kitab Nagri

طلحہ دعا کے تایا کا بیٹا تھا۔ طلحہ صفدر صاحب کے بڑے بھائی اختر محمود کی پہلی بیوی سے ہونے والی اکلوتی اولاد تھی ۔اختر صاحب کی پہلی بیوی طلحہ کی پیدائش کے وقت ہی دنیا فانی سے کوچ کر گئیں ۔اختر صاحب فوج کی نوکری کے ساتھ ساتھ کم از کم طلحہ کی پرورش تو نہیں کر سکتے تھے۔ایسے میں جو راستہ بچتا تھا وہ ایک ہی تھا دوسری شادی۔ جس سے طلحہ کو ماں مل جاتی۔ گھر کو مالکن اور اختر صاحب کو بیگم ،طلحہ کی پیدائش اور اسکی ماں کی وفات کے چند دن بعد ہی اختر صاحب نے شادی کر لی تھی۔

دراصل طلحہ کے ابو فوج میں تھے ،ریٹائرمنٹ کے وقت انھیں حکومت کی جانب سے لاہور میں ایک بنگلہ برائے تحفہ دیا گیا تھا۔اس لیئے وہ لوگ گاوں چھوڑ کر لاہور چلے گئے۔چونکہ دعا کے ماموں لاہور کے رہنے والے تھے اس لئے وہ جب بھی گاوں آتے طلحہ بھی ان کے ساتھ آجاتا۔

ماشااللہ! "اللہ نظر بد سے بچائے ہماری بیٹی کو "ماموسعید، مجید اور امجد نے اسے پیار دیتے ہوئے کہا مورنی آنکھیں تینوں ماموں سے پیار لینے کے بعد تمام مہمانوں پر نظر ثانی کر رہیں تھیں۔

مورنی اب مامی کی جانب بڑھ رہی تھیں۔ خدا ہی جانے ہماری مورنی کو راحیلہ خاتون سے کون سا بیر پڑ گیا تھا۔

کیسی ہیں مامی جان؟ ذرا نزاکت سے سوال کیا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

Posted On Kitab Nagri

ممانی جو کہ سرخ رنگ کے کامدار جوڑے میں ملبوس تھیں دعا کے طنز کو سمجھتے ہوئے گال بھی ذرا غصے سے لال ہو گئے۔ تینوں ماموں سیٹر صوفے پہ بیٹھے تھے۔ ممانی ان سے قدرے فاصلے پہ سنگل صوفے پر براجمان تھیں۔

اللہ کا شکر ہے بیٹا۔ آپ سنائیں کیسی ہیں۔ کیا چل رہا ہے آج کل۔ ممانی دعا کی طرف مصنوعی مسکراہٹ اچھالتے ہوئے بولیں۔

مورنی کو ہمیشہ کی طرح انتظار تھا ممانی اس کی تعریف کریں گئیں، کچھ تو کہیں گئیں وہ دعا کی شان میں، شائد ایک آدھ لفظ تو کہیں گی۔

مگر ممانی بھی ممانی تھی۔ پورے خاندان میں دعا کی آنکھیں مشہور تھیں۔ خوبصورتی اس کے چہرے پہ ختم ہوتی تھیں۔ مگر راحیلہ وہ واحد عورت تھی جس نے دعا کی خوبصورتی سمیت کبھی اس کے کپڑوں کی بھی تعریف نہیں کی تھیں۔ بس یہی بات دعا کو آگ لگانے کے لئے کافی ہوتی۔

جو لوگ توجہ لینے عادی ہوں انھیں وہ لوگ بلکل نہیں بھاتے جو ان کی ذات کو نظر انداز کر دیں۔ ایسے لوگوں کو فقط وہی انسان خوشی دیتے ہیں جو ان کے قصیدے بھی پڑھتے ہوں مگر ہاں ذرا فاصلے بھی رکھتے ہوں۔

اسلام علیکم

Posted On Kitab Nagri

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ تو

www.kitabnagri.com آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Pg/Kitab Nagri

knofficial9@gmail.com

whatsapp _ 0335 7500595

Kitab Nagri

www.kitabnagri.com

کیونکہ چیکو لوگوں سے توجہ کھینچنے والوں کو کوفت سی ہونے لگتی ہے۔ یہ تعریف چاہتے مگر انھیں انتظار ہوتا ہے راحیلہ جیسے لوگوں کے منہ سے فقط چند الفاظ سننے کا، جو انھیں مسرت دیتا ہے۔

Posted On Kitab Nagri

خیر اب ہم راحیلہ ممانی کے سامنے میز کے اس پار بیٹھے شخص کو دیکھیں تو معلوم ہو گا کہ وہ پچھلے پندرہ منٹ سے صرف دعا کو گھورنے میں مصروف ہے۔ دعا ٹانگ پہ ٹانگ چڑھائے ممانی کے ساتھ والے صوفے پر بڑے اسحاق سے براجمان ہے۔

کیا تمہیں لگتا ہے کہ اسے معلوم نہیں کہ طلحہ صاحب اسے گھر رہے ہیں۔

اوں ہوں وہ سوچ رہی ہے کہ طلحہ یہاں تاڑنے ہی اسے آتا ہے۔

مورنی آنکھیں ذرا سی گھومتی ہیں اور طلحہ کو اپنی جانب دیکھتے پا کر واپس راحیلہ ممانی کی طرف کسی انجانے موضوع کا حصہ بن جاتی ہیں۔ ماموں اب مورنی سے کچھ کہہ رہے تھے، جس پر وہ دل سے مسکرا رہی تھی۔

"چلیں بہت ہو گئی باتیں شاتیں، کھانا لگ چکا سب آجائیں"۔

جو بیدہ خاتون نے لاؤنج میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔ سب اٹھ کے جو بیدہ بیگم کے پیچھے چلے گئے۔ مگر طلحہ وہیں بیٹھا تھا اور دعا اپنا دوپٹہ ٹھیک کر کے جانے ہی والی تھی جب طلحہ کی آواز نے اس کے بڑھتے قدموں کو زنجیر کیا۔

"اب اور نہیں رہا جاتا، شادی نہ صحیح کم از کم سگائی تو ہونی ہی چاہیے" ذرا سا شرما کر بتایا گیا یا پھر پوچھا گیا یہ فیصلہ کرنا مشکل ہے۔ اچھا جی، مورنی کرنٹ کھا کے پلٹی، مورنی آنکھیں کبوتر کی آنکھوں کی آنکھوں کی مانند چھوٹی ہوئیں۔

Posted On Kitab Nagri

جی، طلحہ نے ہاتھ سے بالوں کو درست کرتے ہوئے کہا۔ تو کروالیں کس نے روکا ہے، میرے مشورے کی ضرورت تمہیں کب سے پڑنے لگی۔ بالوں کو نزاکت سے پیچھے اڑستے ہوئے بتایا گیا۔ جب سے دل کو تیرے ساتھ کی چاہ لگی ہے۔ طلحہ نے منہ ہی منہ میں بڑبڑایا۔

جی، دعا نے قدرے حیرانگی سے پوچھا۔ چہرہ ذرا آگے کیا۔ کچھ نہیں بس ایسے ہی، طلحہ نے جوتے کی نوک سے فرش کو رگڑتے ہوئے کہا۔

"دیکھو طلحہ میں سب سمجھتی ہوں تمہارا یہ کچھ نہیں"، مورنی آنکھیں ساتھ ساتھ گھماتی تھی جیسے زبان سے کم آنکھوں کے اشارے سے زیادہ سمجھا رہی ہو۔ طلحہ ویسے ہی کھڑا بنا پلکیں جھپکائے ایک نظر یک ٹک سا اسے تکے جا رہا تھا۔

دیکھنے والے کو یہی لگے جیسے بچہ استاد سے الجبرا سمجھ رہا ہو۔

وہ بول رہی تھی اور وہ سن رہا تھا یا پھر مسحور سا اسے فقط دیکھ رہا تھا۔

"بہتر ہے کوئی اور ڈھونڈ لو، میں نے کبھی تمہیں کوئی لارے نہیں لگائے، کبھی تم سے کوئی ایسی ویسی بات نہیں کی، وقت ہے پلٹ جاو۔ وہ اب بھی دیکھ رہا تھا جیسے جو چاہو کہو مجھے فرق نہیں پڑتا۔ وہ مسلسل بول رہی تھی۔ "ان راہوں میں وہ کانٹے ہیں جو دیکھنے میں سرخ پھول لگتے ہیں مگر چھونے پر لہو لہو کر دیتے ہیں"۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

Posted On Kitab Nagri

طلحہ کا سحر ٹوٹا، اک پل کو دل میں درد کی ٹھیسیں بھی اٹھی، آنکھوں کا گہرا ابھورا رنگ سیاہ سا ہوا۔ ہاتھوں کو پینٹ کی جیبوں سے کھینچ کے بہار نکالا، کالی شرٹ پر بندھی کالی ٹائی کی ناٹ جھنجھلا کے قدرے ڈھیلی کی، اس وقت میں بھی اس کی نظر فقط دعا پر تھیں۔ دعا بائیں ہاتھ کی تیسری انگلی میں پہنی انگوٹھی کو کبھی گھمانے لگ جاتی، کبھی نکال کے واپس پہنتی۔

کبھی انگوٹھی کو دیکھتی کبھی طلحہ کے بدلے ہو گندمی رنگت کو دیکھتی، جو ہلکی ہلکی سرخ ہو گئی تھی۔ کئی لمحے سرک گئے، کئی حرف الفاظ بن کہے رہ گئے، مگر آنکھیں حال دل کا کرتی رہی بیاں۔ ان دونوں کے درمیان میز تھا، وہ ذرا سی دوری پر تھے، دیکھو تو بہت قریب تھے، سمجھو فاصلہ اس قدر کہ مسافت طے نہ ہو مسافر تھک جائے۔

دعا کا چہرہ بلکل ایسا تاریک ہوا جیسے کالج میں بیٹھی لڑکی کا تھا۔ طلحہ میز کے اس پار سے نکل کر دعا کی اوڑ بڑھا، دعا یونہی کھڑی رہی، گردن اکڑائی، طلحہ اس کے قریب آیا بہت قریب مگر ایک افسوس بھری نگاہ ڈال کے باہر نکل گیا۔ ایک لمبا سانس لیا، سینے پہ ہاتھ رکھا ایک لمبا سانس اند کھینچا۔ مورنی آنکھیں ریلیکس ہوئیں۔ انگھوٹی ٹھیک کی جو بیچ انگلی میں پچھلے پانچ منٹ سے الٹی سلٹی گھما کے چھوڑ رکھی تھی۔ "اف اللہ، پتہ نہیں کیا چاہتا ہے۔ ڈرا ہی دیا مجھے، خیر ڈرتی تو میں اپنی امی کے سوا کسی باپ سے بھی نہیں"۔ خود کو یقین دہانی کرائی گئی۔

خیر آج مورنی آنکھوں ک چھوڑو مورنی زبان نے بھی کمال کر دیا۔

Posted On Kitab Nagri

اوہ میرے خدایا، کیا ڈائیلاگ مارے ہیں۔ مورنی آنکھیں خوشی سی چمک اٹھیں۔ لگتا ہے امبر گیلانی کا اثر ہو ہی گیا۔ کمبخت پتہ نہیں کہاں سے الفاظ لاتی ہے۔ مورنی کہتے ہوئے سیڑھیوں کی جانب بڑھنے لگی۔ کون کہتا ہے کہ یہ وہی لڑکی تھی جو صبح اداس بیٹھی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

آپی آپ کو پتہ ہے دعا آج اداس تھی۔ سفید قمیض شلوار پہنے ہوئے، سر پر گہرے نیلے رنگ کا دوپٹہ اوڑھے ہوئے یہ امبر گیلانی تھی۔

جو لان میں بیٹھی چائے پی رہی تھیں ساتھ ساتھ اپنی بڑی بہن کنزہ گیلانی سے باتوں میں مگن تھی۔ کیوں ایسا کیا ہوا۔ تم تو کہتی تھی دعا بہت چل لڑکی ہے۔ وہ کبھی اداس نہیں ہوتی۔ کیاری میں کھرپی سے گوڈی کرتی لڑکی نے بتائی گئی معلومات کی بنیاد پر سوال پوچھا۔ اس کی پیٹھ امبر کی جانب تھی ،وہ جس مہارت سے گوڈی کر رہی تھی باغبانی کی شوقین لگتی تھی۔

ہوتی تو نہیں ہے مگر آج تھی، چائے کی چسکی بھرتے ہوئے کہا۔

اچھا تم نے پوچھا نہیں، گوڈی کرنے والی لڑکی نے پھر پوچھا۔

امبر نے جوتے نکالے، ٹانگوں سامنے رکھے میز پر رکھیں، ذرا سنبھل کے بیٹھی اور گونٹ چائے کا بھرا مطلب اب بولنے کو تیار ہے۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

Posted On Kitab Nagri

وہ جب بھی بحث کے موڈ میں ہوتی پہلے سنبھل کے بیٹھتی، پھر بات شروع کرتی۔"پوچھا تھا"۔ مختصر جواب مطلب صاف سوال وجواب کے مشغلے کا وقت ہوا چاہتا ہے۔

گوڈی کرتے ہاتھ رکے، کنزہ گیلانی نے ذرا سا پیچھے موڑ کے دیکھا۔گلابی کپڑوں پر گلابی دوپٹہ تھا۔دوپٹہ سر سے سرک گیا۔سیاہ گھنے بال ڈھلتے سورج کی نارنجی روشنی میں چمکنے لگے۔اسے معلوم تھا اس کی بہن اس موضوع پر طویل گفتگو چاہتی ہے۔

"مختصر جواب مطلب گفتگو طویل "گلابی کپڑوں والی منہ میں بڑبڑای، اس کا حساب بھی دنیا سے ہٹ کے ہی ہے۔تو پھر کچھ بتایا۔وہ بھی تیار تھی سوال وجواب کے اس مزاحیہ کھیل کو مزید دلچسپ بنانے کے لئے۔

امبر نے چائے کا آخری گھونٹ بھرا، ذرا سی آگے کو جھکی خالی کپ میز پر رکھا اور ایک گہرا سانس لیا۔"ایک بار پوچھا تھا"۔ سفید کپڑوں والی لڑکی نے گلابی کپڑوں والی لڑکی کی پیٹھ کو دیکھتے ہوئے کہا۔سیاہ بالوں والی لڑکی کو اس کی آواز بنا کسی کمیونیکیشن پرابلم کے سنائی دے رہی تھی۔"تم اسرار کرتی وہ ضرور بتادیتی"۔ تجویز دی گئی، کیاری میں موجود کئی رنگ ونسل سے تعلق رکھنے والے پودے لہلہائے۔جیسے اسکی تجویز پسند آئی ہو۔

"اس کا اور میرا رشتہ اسرار والا ہے ہی نہیں تو کیسے کرتیں"۔ دلیل دی گئی یا پھر تجویز رد کی گئی کچھ بھی کہنا مشکل ہے۔

Posted On Kitab Nagri

امبر آنکھیں یونہی ایک نقطے پر مرکوز تھیں۔

"تم کہنا چاہتی دوستی میں اسرار نہیں کیا جاتا"۔

کیاری سے فالتو جڑی بوٹیاں کو باہر رکھتے ہوئے کہا، جو گوڈی کر کے نکالی تھیں۔"میرا ماننا ہے کہ دوستوں کو بتادینا چاہیے۔ پھر کم از کم پوچھنے پر تو لازمی بتادینا چاہیے"۔

انگلیوں کو ایک دوسری میں پھنسائے ہوئے وہ یونہی بیٹھی تھی، نظریں اب بھی گلابی کپڑوں والی لڑکی کی پیٹھ کی جانب تھیں۔اگر تم ذرا سا غور کرو تو گلابی کپڑوں والی لڑکی کی ہیزل آنکھیں چمکی تھیں، گول چھوٹے ہونٹ مسکراہٹ میں ڈھلے تھے۔مطلب بحث مزید دلچسپ ہونے والی تھی۔

"اور تمہیں کیوں لگتا ہے کہ دوستوں کو بغیر پوچھے بھی بتادینا چاہیے"۔ہاتھوں سے گلاب کے پودے کو چھوا، شائد پیار سے چھوا تھا۔کیونکہ پودہ کھرپی لگنے سے ذرا سا زخمی ہوا تھا۔دوستی کیوں کی جاتی ہے؟ امبر نے امبر آنکھوں کا زاویہ بدلتے ہوئے کہا۔

کنزہ مسلسل گھاس نکالتی رہی۔اس کی جانب سے کوئی جواب نا آیا

مطلب صاف تھا،بہن میں تو دوستیاں کرتی نہیں تو تم ہی بتا سکتی ہو۔امبر آنکھیں پھر ایک نقطے پر ٹک گئیں، اللہ جانے یہ لڑکی اس عمر میں تجزیہ نگاروں کی طرح کیوں سوچنے لگ جاتی ہے۔ہم دوستیاں

Posted On Kitab Nagri

کرتے ہیں کیونکہ ہم سب کو ایک ایسے انسان کی ضرورت ہوتی ہے جو ہمیں سن سکے۔سانس کا وقفہ یا پھر اس کی عادت تھی قدرے ٹھیر کے بولنے کی۔۔۔۔

کنزہ تقریبا کیاری کو صاف کر چکی تھی۔وہ تیز تیز ہاتھ چلاتے ہوئے کسی ماہر باغبان کی طرح پودے کو ایک ہاتھ سے پکڑتی دوسرے ہاتھ میں مضبوطی سے تھامی کھرپی سے پودے کے ارد گرد سے اگی ہوئی جڑی بوٹیوں کو کھودتی مگر اس سارے عمل میں وہ امبر کی باتوں کو پوری توجہ سے سن رہی تھی۔

"انسان کو کبھی بھی اپنے دوست سے یہ نہیں چاہئے ہوتا کہ وہ اسے سمجھے،دلاسے دے،جب وہ ٹوٹ رہا ہو تو اسے آگے بڑھنے کے مشورے دے"۔

"اوں ہوں بلکل بھی"۔گردن ناں میں ہلائی،انگلیاں اب بھی ویسے ہی ایک دوسری میں پھنسائی ہوئی تھیں۔

کنزہ کے گوڈی کرتے ہاتھ رکے۔کان آگے سننے کو بیتاب ہوئے،ہیزل آنکھوں نے غور سے امبر آنکھوں کی طرف دیکھا۔

امبر آنکھیں ہمیشہ کی طرح کسی غیر مرئی نقطے پر مرکوز تھیں۔

"تو دوستوں سے اور کیا چاہئے،کیا مصیبت میں کام آنے کو دوستی نہیں کہتے امبر"؟ کنزہ متجسس ہوئی ،ہوا کا ہلکہ سا جھونکا آیا اور گزر گیا مگر کنزہ کی سیاہ ذلفیں چہرے پر لڑھک گیئں۔آپی ضروری نہیں

Posted On Kitab Nagri

مصیبت میں دوست ہی کام آئے۔ جو کہتے ہیں مصیبت میں دوست کام آتے ہیں غلط کہتے ہیں۔ آنکھوں کارخ کنزہ کی طرف کیا۔

"میرے نزدیک ہر وہ شخص جو مصیبت میں کام آئے وہ محسن ہے"۔

یہ ایک الگ بات ہے کہ کام آنے والا دوست ہو یا پھر کوئی بھی شخص ہو سکتا ہے۔اب جن کو ہم پرسنلی جانتے ہیں انھیں دوست کہ دیتے ہیں اور جن سے انجان ہوں وہ محسن کہلاتے ہیں۔اگر دیکھا جائے تو ہوتے دونوں ہی محسن ہیں"

۔وہ خاموش ہوئی، لمبا سا سانس بھرا، پاوں میز سے نیچے لٹکائے اور پھر کنزہ کی اوڑ دیکھا۔

تو تمہارے نزدیک دوستی کیا ہوئی؟ ہیزل آنکھوں والی لڑکی نے اٹھتے ہوئے کہا۔"میرے نزدیک دوستی ایک ایسے انسان کے ساتھ کو کہتے جو تمہیں سمجھتا نہ ہو، چاہے تمہاری ایک بھی نہ سنتا ہو، مان لو تمہاری اس سے بلکل بھی نہ بنتی ہو۔" امبر آنکھیں ہیزل آنکھوں کی جانب دیکھ رہی تھیں۔ ہیزل آنکھوں والی لڑکی ہاتھ میں کھرپی لیے کرسی کی جانب بڑھ رہی تھی۔

مگر جب تم مصیبت میں ہو تو تمہیں جس ایک شخص کا خیال آئے، جس ایک شخص کو تمہارا دل پکارے، جس ایک شخص کی گارنٹی تمہارا دماغ دے کہ ہاں اس کو مجھے بتانا ہے۔ جب تم بولنا چاہو اور تمہیں ضرورت ہو کسی ایسے شخص کی جو فقط تمہیں سن سکے، تمہارے مسلوں کو بھلےئں وہ فکس کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو مگر بس تم بغیر کسی ججمنٹ کے سنے کی قوت رکھتا ہو۔ جو ہر دوسری بات پہ یہ نہ کہے

Posted On Kitab Nagri

تمہیں ایسے نہیں ایسے کرنا چاہئے تھا۔ یہ تو تم نے غلط کر دیا، اب کیا ہو گا، تمہیں اتنا بھی نہیں پتہ، یار تم پوچھ تو لیتے فلاں فلاں مشورے نہ دیتا ہو اب صرف ایک لفظ کہنے کا ظرف رکھتا ہو "کچھ نہیں ہوتا"

it's okay. every thing will be fine.

ہیزل آنکھوں والی لڑکی ساری دنیا سے بے نیاز امبر آنکھوں والی لڑکی کو سن رہی تھی۔ اس نے کب کرسی کھینچی، کب بیٹھی یہ تو شاید اسے خود بھی معلوم نہیں تھا کیونکہ اس کا دوپٹہ اب بھی گلے میں تھا جو آدھے سے زیادہ کرسی سے نیچے لٹک رہا تھا۔ کھرپی اس کے ہاتھ میں تھی۔ شاید وہ رکھنا بھول گئ تھی یا پھر امبر کی باتوں نے یاد ہی نہ رہنے دیا۔ "جو فقط ایک تسلی دینی کی ہمت رکھتا ہو"۔ ہاتھ سے دوپٹہ ٹھیک کیا۔ صد شکر کہ انگلیوں کی جان چھوڑی، ورنہ تو کمبخت مروڑ کے ہی دم لیتی۔

"ایک تسلی کہ سب ٹھیک ہو جائے گا۔" امبر خاموش ہوئی۔ ایک لمبا اور گہرا سانس لیا۔ ذرا دیر تک اس کی آواز کا جادو چھایا رہا، چند لمحوں تک ماحول سحر زدہ سا رہا، کئ پرندے جو کافی دیر سے بیٹھے تھے اڑنے لگے، لگتا تھا وہ بھی مصروف تھے تجزیہ نگار کے تجزیوں کو سننے میں، پر ایسے پھڑ پھڑائے جیسے امبر کا خاموش ہونا انھیں بلکل بھی پسند نہ آیا ہو۔

کنزہ یک ٹک سی اسے دیکھ رہی تھی۔ شائد وہ کچھ اور بھی سنا چاہتی تھی۔ کوئی ایسی بات جو ادھوری رہ گئی یا پھر خلاصہ جاننا چاہتی تھی۔ ضروری ہے بتانا۔ امبر آنکھوں والی کلاسک امبر گیلانی نے ہیزل آنکھوں والی لڑکی سے پوچھا۔

Posted On Kitab Nagri

لازمی ہے۔ میں سننا چاہوں گی۔ ہیزل آنکھوں والی لڑکی نے کھرپی کو نیچے رکھتے ہوئے ترنت جواب دیا۔

امبر آنکھیں مسکرائیں اس سارے دورانئے میں وہ اب مسکرائی تھی۔ خدا جانے کون سا بل ادا کرنا پڑتا ہے جو سوچ سوچ کے مسکراتی ہے۔ تو سنو امبر قدرے آگے کو جھکی۔ کنزہ ذرا متجسس ہوئی۔

محسن اپنے احسان کا بدلہ مانگ سکتا ہے۔ وہ نہ بھی مانگے تو ہمیں کبھی نہ کبھی اس کے احسانات کا بدلہ اتارنا ہی ہوتا ہے۔ یا پھر اللہ ہم پر وہ وقت لاتا ہے جب ہمارا امتحان ہوتا ہے۔ جب ہم محسن کہ جگہ پر ہوتے ہیں اور احسان کرنے والا ہماری جگہ پر ہوتا ہے۔

سانس کا وقفہ یا پھر ذرا ٹھہرنے کی عادت تھی۔ ایسے میں دو چیزیں ہوتی ہیں ایک یا تو اپنے محسن کا احسان اتارو اور پھر سے برابر ہو جاو یا پھر طاقت رکھنے کے باوجود مدد نہ کر کے احسان فراموش ہو کہلاو۔

"یہ تم پہ انحصار کرتا ہی کہ تم کس چیز کو فوقیت دیتے ہو"۔ نگاہیں کپ پر مرکوز تھی۔ سورج ڈھل چکا تھا۔ ایک آدھ ہلکی نارنجی شعاعیں باقی تھیں۔ جو کپ کے ہلکے جامنی رنگ پر بکھر رہی تھیں۔

اور دوستیی کا نظریہ تمہارے نزدیک کیا ہے امبر؟ کنزہ نے ہیزل آنکھوں کی چھوٹی کرتے ہوئے پوچھا ۔ دوپٹہ ابھی بھی آدھے سے زیادہ زمین پر لٹک رہا تھا۔ آوارہ لٹیں چہرے کو یونہی چھو رہی تھیں۔

دوستی میں کچھ بھی احسان جیسا نہیں ہوتا کنزہ۔ دوستی ایک الگ چیز ہے۔ ہم جو دوستی کی بنیاد پر اگر تو مدد کرتے ہیں تو وہ کسی بھی طرح احسان نہیں کہلائے گا۔

Posted On Kitab Nagri

اسلام علیکم

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ تو

www.kitabnagri.com آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Pg/Kitab Nagri

knofficial9@gmail.com

whatsapp _ 0335 7500595

کیوں، کیوں نہیں کھلائے گا۔ کنزہ نے سوال داغا۔

Posted On Kitab Nagri

کیونکہ ایک دوست کا فرض ہے کہ وہ اپنے دوست کا خیال رکھے اور دوسرے دوست کا حق ہے کہ مشکل میں اس کے عزیز دوست اس کے ساتھ کھڑے ہوں۔ سانس لینے کا وقفہ یا پھر تجزیہ نگاروں کی طرح ٹھیرنا اس کی عادت بن چکا تھا۔ سورج کی چند کرنیں بھی چھپ گئی۔ اندھیرا چھانے لگا۔ دوستی میں ایک کا حق دوسرے کا فرض ہے۔ حق اور فرض دل سے نبھائیں جاتے ہیں۔ ان میں واپسی کا مطالبہ نہیں ہوتا کیا جاتا کنزہ۔

اگر تم واپس کر دو وہی جو تمہیں ملا تو دل خوش ہوتا ہے، مگر نہ بھی کرو تو شکوں کا حق نہیں ہوتا۔ وہ اپنی بات کہ کے خاموش ہوئی۔

کنزہ کی طرف دیکھا۔

ایک چڑیا اب اڑی تھی۔ وہ چہک رہی تھی۔ کیونکہ وہ خوش تھی۔ شائد وہ باقی پرندوں کی طرح جلد مایوس نہیں ہوئی تھی۔ اسے یقین تھا امبر کے بولنے کا اور اس کا یقین کامل آیا۔ جلدی امید چھوڑ دینے والے ان پرندوں کی مانند ہوتے ہیں جو ساری بات سن کے بھی بات نہیں سمجھ سکے۔ کیونکہ وہ بے صبرے تھے جلد اڑ گئے۔ جو ذرا صبر کر جائیں وہ اس ننھی چڑیا کی طرح اصل کو سمجھ لیتے ہیں۔

میں اگری ہوں۔ فسوں ٹوٹا تو کنزہ بولی۔ امبر نے مسکرا کے پلکیں جھپکیں۔ بہت دیر ہو گئ کنزہ۔ چلو ماں کو دیکھیں چل کے، مجھے تو بھوک بھی لگی ہے۔ امبر نے کپ کو اٹھاتے ہوئے کہا۔ کپ پر لگی چائے

Posted On Kitab Nagri

سوکھ چکی تھی۔ کپ کا سفید رنگ ذرا سا زرد دکھتا تھا۔ کنزہ لٹوں کو پیچھے اڑستے ہوئے ہوئے کب سے زمین پر پڑے پلو کو جھاڑا اور امبر کے پیچھے پیچھے چل دی۔

"ایک اور شام ڈھل گئی ایک اور رات گزرنے کو بیتاب ہو گئی۔"

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اللہ حافظ امی میں جا رہی ہوں۔ دعا صفدر دھپ دھپ سیڑھیاں اترتے ہوئے بلند آواز میں بولی۔ کالج کی وردی پہنے، کندھے کالا بیگ لٹکائے وہ بلکل تیار تھی۔

اللہ حافظ ابو! صفدر صاحب ناشتے کے میز پر تشریف فرما تھے۔ اللہ حافظ بیٹا! صفدر صاحب نے دل سے مسکراتے ہوئے کہا۔ جوبیدہ بیگم کچن میں صفدر صاحب کا ناشتہ تیار کر رہی تھیں۔ "ماشاءاللہ دیکھتے دیکھتے ہی کتنی بڑی ہو گئی ہے"۔ صفدر صاحب جوبیدہ بیگم کو دیکھتے ہوئے بولے۔ جو ہاتھ میں ناشتے کی ٹرے پکڑے ہوئے صفدر صاحب کی اور بڑھ رہی تھیں۔

پورے انیس سال ہو گئی ہے۔ میں تو کہتی ہوں بارہویں جماعت کے پیپر ہوتے ساتھ اس کی شادی کر دیں۔ آملیٹ اور توس صفدر صاحب کے سامنے رکھتے ہوئے کہا۔ ابھی سے کہاں جوبیدہ بیگم ابھی تو وہ بہت چھوٹی ہے۔ ابھی تو اس کی یونیورسٹی کی تعلیم بھی رہتی ہے۔ بس کریں صفدر صاحب۔ گھر میں دو دو بیٹیاں ہیں ہمارا کون سا بیٹا ہے جو اگر دیر سویر ہو جائے تو ان کی شادی کے معاملات دیکھ لے۔ اتنا ہی اچھا ہے جتنی جلد ہم اپنے فرض سے سبکدوش ہو جائیں۔ میری شادی اٹھارہ سال کی عمر ہوئی تھی۔ مجھے تو روٹیاں بھی بنانی نہیں آتی تھیں۔ سب یہاں آ کے سیکھا تھا۔

Posted On Kitab Nagri

جو بیدہ بیگم چائے میں چینی ڈالتے ہوئے تجویزیں دے رہی تھیں۔

دیکھتے ہیں جو بیدہ بیگم، صفدر صاحب نے توس کا ٹکڑا میں رکھتے ہوئے کہا۔ اچھا امجد لوگ رکے نہیں، ذرا کرتے تو میں بھی مل لیتا۔ جو بیدہ بیگم کے بھائیوں کے متعلق پوچھا گیا۔

آپ لیٹ آئے تھے اور انھیں گھر پہنچنا تھا۔ اصل میں امجد اور مجید اکیلے آئے تھے۔ انکی بیوی بچے نہیں آئے۔ شائد بچوں کے امتحان چل رہے ہیں۔

صحیح۔ "مومنہ کہاں ہیں۔ اس کو کل سے دیکھا نہیں۔ مومنہ صفدر کی چھوٹی بیٹی ہے۔ جو نویں جماعت میں گاؤں کے سکول میں زیر تعلیم ہے۔ وہ کل شام اکیڈمی سے ذرا تاخیر سے آئی تھی۔ آج چھٹی ہے اسکی تو بس سو رہی ہے۔ صفدر صاحب ناشتا کر چکے تھے۔ جو بیدہ بیگم نے برتن سمیٹتے ہوئے بتایا۔

کالج میں آو تو مورنی کی آنکھوں والی لڑکی پہنچ چکی تھی۔ اب وہ کالج کے گیٹ سے ذرا سے فاصلے ہر کھڑی چکر کاٹ کر رہی تھی۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

چوکیدار نے کئی مرتبہ اسے گھورا بھی، جیسے کہ رہا ہو بی بی رک جا کہ سو چکر پورے کر کہ ہی دم لے گئی۔ اس کی کلاس کئی اکثر لڑکیاں اس کو سلام کرتیں اور گزر جاتی۔ اکثر لڑکیاں اس کو شک کی نگاہوں سے دیکھتیں اور اگر دو چار ہوتیں تو ان کا گوسپ کا موضوع دعا ہوتی۔ دعا ہاتھ میں بندھی سیاہ رنگ کی گھڑی کو دیکھ رہی تھی۔ جب پیچھے سے کسی نے اس کی آنکھوں پہ ہاتھ رکھا۔

"دفع ہو جاو تم، پچھلے آدھے گھنٹے سے یہاں کھڑی ہوں"۔ دعا نے امبر کے ہاتھ جھڑکتے ہوئے کہا۔

Posted On Kitab Nagri

دروازے کے قریب کھڑے چوکیدار نے کن انکھیوں سے اسے دیکھا۔ جیسے کہ رہا ہو استغفر اللہ کتنی جھوٹی ہے۔ اتنے چکر کاٹے ہیں مجھے چکر آنے لگ گئے۔ جھوٹی کہیں کی۔ ہنہنہ ،بڑبڑاتے ہوئے چوکیدار نخوت سے منہ موڑ لیا۔ بہن روز میں کرتی ہوں۔ کون سی قیامت آگئی اگر آج تم نے کر لیا۔ امبر نے امبر آنکھوں کو چھوٹا کیا، ایک ہاتھ سے بیگ کا پٹا تھاما ہوا تھا دوسرے ہاتھ کو قمر پر رکھتے ہوئے رکھائی سے بولی۔

یار لڑکیاں مجھے ایسے گھور گھور کے دیکھ رہی تھیں، جیسے میں یہاں لڑکوں کو تاڑنے ٹھہری ہوں۔ مورنی آنکھوں والی لڑکی کے منہ پہ دنیا جہاں کی معصومیت در آئی۔ امبر کو اس کے ایسے منہ پہ ہمیشہ ہنسی آتی تھی۔ خیر اب وہ اتنی سیریس کنڈیشن میں ہنستی ہوئی اچھی لگے گی۔

اللہ گواہ ہے انتہائی کم ہنسنے والی امبر کو اگر کوئی بے حد ہنسا سکتا تھا تو وہ واحد مورنی کی آنکھوں والی لڑکی تھی۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

اچھا، بہت حیرانگی سے پوچھا گیا۔ اداکاری میں امبر کا کوئی ثانی نہیں۔ ہاں تو اور کیا، تم سب کو چھوڑو، وہ چلتے ہوئے بات کر رہی تھیں، ان کا کالج کے کوریڈور کی جانب تھا۔ وہ چوکیدار، مونچھکڑا سا، موٹا بھینسا، مسکنڈا اللہ جانے ابھی اور کتنے کلمات پڑھتی اس بیچارے کی شان میں جب امبر نے اس کی منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔ بس کرو لگ گیا مجھے پتہ چاچا منیر کو کوس رہی ہو۔ صبح صبح ان سے کون سی غلطی سرزد ہو گئی۔

Posted On Kitab Nagri

امبر اب پیچھے تھی جبکہ دعا دو قدم اس کے آگے تھی۔ امبر کو پیچھے چلنا پڑا۔ ظاہر ہے اس کا منہ ہنسی دبانے سے سرخ ہو رہا تھا۔ اگر دعا غلطی سے بھی اس کی طرف دیکھ لے تو تین دن کم از کم تین دن تو وہ اس سے بات نہیں کرے گی۔

مجھے گھور رہا تھا، چلو جی وہ بچارا بچپن سال کا بوڑھا آدمی اسے گھورے گا۔ امبر بس سوچ ہی سکی، کہ دیتی تو ساری سیچوایشن خراب ہو جاتی۔ اب وہ کوریڈور میں کھڑی تھی۔ بلکہ یوں کہو کہ مورنی صاحبہ تو کرسی پر ٹانگ پہ ٹانگ جمائے بیٹھی تھی۔ چونکہ کرسی ایک تھی سو امبر پلر کے ساتھ ٹیک لگائے کھڑی تھی۔

کل، طلحہ لوگ آئے تھے۔ مورنی آنکھوں والی لڑکی نے امبر کی پشت کو دیکھتے ہوئے کہا۔ امبر کا رخ کالج کے گراؤنڈ کی جانب تھی۔ شائد وہ دور گراونڈ میں کھڑی دو لڑکیوں کو دیکھ رہی تھی۔ وہ دونوں کالج کی وردی میں ملبوس تھیں۔ ایک نے حجاب کر رکھا تھا اور دوسری نے دوپٹہ مفلر کی مانند گلے میں لپیٹ رکھا تھا۔ حجاب والی لڑکی شائد کچھ کہہ رہی تھی، مفلر والی لڑکی کھکھلا کے ہنس رہی تھی۔ ان کو یہیں چھوڑ کر راہداری کے دائیں طرف والی دیوار سے ذرا سا جھانکو تو بوائز کیمپس نظر آتا ہے۔

دیوار**کے****دائیں****طرف**

Posted On Kitab Nagri

یہ بوائز کیمپس ہے جس کی قرمزی رنگ کی عمارت پوری شان سے کھڑی ہے جسے قرمزی اور سفید رنگ کی دیواریں گھیرے ہوئے ہیں۔ عمارت کے سامنے گراونڈ ہے۔اگر تم نظر دوڑاو تو دیکھو کہ کیمپس لڑکوں سے بھرا ہوا ہے۔ کئی لڑکے بیگ لٹکائے اندر جا رہے ہیں، اکثر کسی کے منتظر نظر آتے ہیں چند ایک باتوں میں مگن ہیں۔

اسلام علیکم! آواز کسی لڑکے کی تھی۔ دروازے سے قدرے دور کھڑے لڑکے نیم رخ پر مڑے اور آنے والے کو مسکراتے ہوئے دیکھنے لگے۔ برو، آگیا تو، سلام کا جواب، چند شکوہ کناں زبان اور اکثر کی ہنسنے آواز تھی۔ آنے والے نے دھاری دار شرٹ، گرے پینٹ جو کہ کالج کا یونیفارم تھا اس کے نیچے سیاہ جوگرز پہنے ہوئے تھے۔ اب وہ ایک ایک کر کے وہاں کھڑے لڑکوں سے بغل گیر ہو رہا تھا۔

بھائی آج لیٹ کیسے ان میں درخت کہ قریب کھڑا ایک لڑکا بولا۔ آنے والے نے نیم رخ پر مڑ کر اپنے پیچھے دیکھا۔ سورج کی روشنی اس کے منہ پر پڑ رہی تھی۔ سیاہ آنکھیں قدرے چھوٹی ہوئیں۔ ہاتھوں کا چھجہ بنا کر پوچھنے والے کی طرف دیکھنے لگا۔ کچھ خاص نہیں یار بس صبح آنکھ لیٹ کھلی تھی۔ تعداد کم کر لو آنکھیں جلدی کھلنے میں آسانی ہو گئی۔ سامنے کھڑے لڑکے نے اپنی طرف سے رائے دی. کم کا تو نہیں پتہ البتہ دن بہ دن بڑھ ضرور رہی ہے۔ سیاہ آنکھوں والے لڑکے نے مشورہ دینے والے کو ذرا سا مسکراتے ہوئے بتایا۔

Posted On Kitab Nagri

پھر جلد ہی وہ دور آنے والا ہے جب ہم تم سے بات کرنے کو ترسا کریں گے۔ سیاہ آنکھوں والا لڑکا موڑا کیونکہ اس دفعہ شکوہ سامنے کھڑے لڑکے نے کیا تھا۔ اب دھوپ اس کی پیٹھ پر پڑ رہی تھی۔ اب ایسا بھی کچھ نہیں بھروسہ رکھو تم لوگ۔ کالر جھاڑتے ہوئے مسکرا کر کہا۔ حالات بھروسے کی اجازت نہیں دے رہے ایک اور لڑکے نے لقمہ دیا۔ وہ سب ہنسنے لگے۔ ہنسی کی آواز دور دور تک جاتی تھی۔

کیسے ہو حمزہ سلطان؟ ان کے قریب سے گزرتے ہوئے ہوئے تقریباً پینتیس سالہ مرد نے پوچھا۔ سیاہ آنکھوں والا لڑکا موڑا۔ آہ مطلب یہ حمزہ سلطان ہے۔ میں ٹھیک سر۔ آپ سنائیں کیسے ہیں۔ سیاہ آنکھوں میں چمک تھی۔ آواز پراعتماد تھی۔ قد دراز تھا اور چہرہ نرم مسکراہٹ والا وجیہہ چہرہ تھا۔

باقی لڑکے سرک کر قدرے پیچھے ہو گئے۔ اب حمزہ سلطان اور آنے والا شخص آمنے سامنے کھڑے تھے۔ حمزہ کی گردن احتراما جھکی ہوئی تھی۔ آنے والا مرد سیاہ آنکھوں والے لڑکے سے کچھ کہہ رہا تھا۔

اب سیا آنکھوں والا لڑکا ہاں میں گردن ہلا رہا تھا۔

نوٹس بوک شاپ پر رکھوا دیئے ہیں۔ تم شاپ والے کو سٹوڈنٹس کی تعداد بتا دینا وہ کاپی کر دے گا۔ سامنے کھڑے مرد نے حکم دیا۔ آواز میں روب سا تھا۔ قرمزی درودیوار ساکت کھڑی یہ منظر دیکھتی رہیں۔ جی سر۔ سیاہ آنکھوں والے لڑکے نے سر کو ہلاتے ہوئے حکم بجالانے کی حامی بھری۔ پیچھے کھڑے لڑکے بیزار سے ان کے درمیان ہونے والی گفتگو کو سننے کی کوشش کر رہے تھے۔ بھنویں بھنچی ہوئی تھیں شائد آواز نہ آتی تھی۔

Posted On Kitab Nagri

ٹھیک ہے کلاس میں ملتے ہیں۔ سر کہہ کر عمارت کے صدر دروازے کی طرف چلا گیا۔ پیچھے کھڑے لڑکے لمبے لمبے ڈگ بھرتے حمزہ سلطان کی طرف آئے۔ کوئی ٹیسٹ تو نہیں نہ بتایا رضا سر نے۔ وہ فکر مندی سے پوچھنے لگے۔ نہیں یار کوئی ٹیسٹ ویسٹ نہیں، ریاضی کے نوٹس سر نے بک شاپ پر رکھائیں ہیں۔ وہ کاپی کرواکے ساری کلاس میں تقسیم کرنے ہیں۔ لڑکوں نے سمجھتے ہوئے سر ہلایا۔ عمر خورشید پیسوں والے کام پر ذرا تم روشنی ڈالو گے۔ ہادی مختار عمر سے پیسے لے کر شاپ والے کو تم دو گے۔ یہ سی آر اور ان کے حکم۔ باقی تعداد کا مجھے پتہ وہ میں بتا دوں گا۔ سب گردن ہاں میں ایسے ہلاتے تھے جیسے یہ نام کا نہیں بلکہ سچ میں کہیں کا سلطان ہو۔

طلال نہیں آیا ابھی تک۔ حمزہ سلطان نے سامنے کھڑے چمچوں سے پوچھا۔ آج چھٹی پر ہے۔ ایک چمچہ ترنت بولا۔ جیسے پہلے ہی پتہ ہو سامنے والا یکا یہی پوچھے گا۔

ہوں۔ حمزہ نے ہاں میں گردن ہلائی۔ دھوپ بڑھنے لگی۔ حمزہ سلطان کو پسینہ آنے لگا جو دھوپ جیسی چھاوں میں کھڑا تھا۔ پر پر جھکے کیکر کے درخت کے پتے ہوا کے ہلکے جھونکے سے ہلنے لگے۔ سیاہ آنکھوں والے لڑکے کے گہرے سیاہ بال جو آگے سے سنوار کے اوپر کی طرف اٹھائے ہوئے تھے ماتھے پر پھسل گئے۔

گرمی بڑھ رہی ہے کسی کمرے میں چلیں۔ ان میں سے ایک نے کہا۔ کلاس آج لیٹ ہے کوئی کمرہ خالی نہیں ملے گا۔ سیاہ آنکھوں والے لڑکے نے ہاتھ سے ماتھے پر بکھرے بالوں کو ہٹاتے ہوئے بتایا۔ اب

Posted On Kitab Nagri

کیا کریں۔ ایسے کب تک کھڑے رہیں گے۔ لڑکے پریشان سے بولے۔سب اپنے ایلیفا کی طرف دیکھنے لگے۔ ظاہر ہے ایلفا ہے تو حل بھی یہی بتائے گا۔

fret not guy's.

سیاہ آنکھوں والا لڑکا آنکھوں میں چمک اور چہرے پر مسکراہٹ سجاتے ہوئے بولا ۔ البتہ اسکی مسکراہٹ نارمل نہیں تھی۔ بلکہ شیطانی مسکراہٹ تھی ۔ لڑکے قدرے قریب ہوئے۔ خون ہو اور بھیڑیوں کو مہک نہ آئے سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

اب وہ سارے لڑکے سر کے ساتھ سر جوڑے گول دائرہ بنائے ہوئے کھڑے تھے۔ ایلفا بول رہا تھا اور وہ سب سمجھ سمجھ کر گردن ہلا رہے تھے۔چند ایک اپنی رائے بھی پیش کر رہے تھے۔ان کو پلان تیار ہونے تک یہیں چھوڑتے ہیں۔

****دیوار****کے****بائیں****طرف****

"تم نے بتادیا کہ وہ جو چاہتا ہے وہ ممکن نہیں"۔ امبر اب بھی انھیں لڑکیوں کو دیکھ رہی تھی۔ حجاب والی لڑکی اپنا پنک کلر کا بستہ مفلر والی لڑکی کو پکڑا رہی تھی۔

Posted On Kitab Nagri

دعا خاموش رہی۔ تم اگر امبر کے کندھے سے ذرا پیچھے دیکھے تو سمجھ پاؤ مورنی کیوں چپ ہے۔ لڑکیوں کا ایک ٹولہ مورنی سے ذرا فاصلے پر آ کھڑا ہوا۔ شائد ان میں کوئی اس کی ہم جماعت بھی تھی۔ ظاہر ہے وہ نہیں بولے گی، اگر ان لڑکیوں کو ذرا سی بھنک بھی لگی کہ دعا جی لڑکے کہ بارے میں بات کر رہی ہیں تو پھر آپ سب بھی سمجھ دار ہیں۔ دور گراونڈ میں کھڑی لڑکیاں اب دوسری طرف جا رہی تھیں۔ امبر انھیں جاتا دیکھ رہی تھی۔

اتنے میں کالج کی بیل بجنے کی آواز آئی۔ یہ وارننگ بیل تھی جو لیکچر ہونے سے پانچ منٹ پہلے بجائی جاتی تھی۔ تاکہ وہ طلبہ جو گھڑیاں ہاتھ میں فقط شو مارنے کے لئے پہنتے ہیں اسکی آواز سن کی وقت کا احساس کر لیں۔ آواز سے امبر چونکی، کانوں کو ہاتھ لگایا، دو چار سلواتیں کالج والوں کے نام کیں اور مڑتے ہوئے دعا کی جانب سوالیہ نظروں سے دیکھا۔

تم نے جواب نہیں دیا۔ امبر آنکھیں چھوٹی ہوئیں، آبرو قریب ہوئے اتنے کے کہ ماتھہ شکن زدہ ہو گیا۔ فائزہ اپنے پورے ٹولے کے ساتھ یہاں کھڑی تھی۔ اویں سن لیتی تو ساری کلاس میں مسالہ لگا کے بتاتی۔ مورنی آنکھوں نے امبر آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔ امبر نے سمجھتے ہوئے، سر کو ہاں میں ہلایا۔

"ویسے میں نے اسے سب بتا دیا۔ بلکہ یوں کہو پوری طرح سمجھا بھی دیا۔ اور تو اور پتہ نہیں تمہاری روح کہاں سے مجھ میں گھسی ایسے رکھ رکھ کے ڈائیلاگز مارے تھے بس پوچھو مت۔" مورنی آنکھیں

Posted On Kitab Nagri

قدرے چھوٹی کرتی اور پھر بھرپور مسکراتے ہوئے جوش کے ساتھ کرسی سے اٹھ گیئ۔ صد شکر کرسی کا بھی سانس میں سانس آیا۔ لڑکیاں راہداری سے گزرتے ہوئے اسے دیکھ رہی تھیں۔ کچھ کا خیال تھا دعا کی لوٹری نکل آئی ہے۔ امبر آنکھوں میں چمک لئے اسے دیکھ رہی تھی۔

"میں نہیں پوچھوں گی کیونکہ ہر بات سے میں پہلی ہی آگاہ ہوں۔" امبر نے ذرا سا نیچے جھکتے ہوئے کیونکہ مورنی کا قد قدرے چھوٹا تھا مورنی آنکھوں میں اپنی امبر آنکھوں کو گاڑتے ہوئے رکھائی سے کہا۔ مورنی آنکھوں کی چمک یک دم پھیکی پڑ گئ۔ چہرے پر کئی رنگ آکر گزر گئے۔ دل اتنا زور سے ڈھڑکا کہ اسے دھک دھک کی آواز سنائی دینے لگی۔ وہ کیسے بھول گئ۔ "اس کا مشاہدہ گہرا سوچ وسیع ہے، وہ آنکھوں کے جھوٹ دلوں کے راز جان لیتی ہے، اس کی نظریں باریک بین ہیں۔"

مورنی کی آنکھوں والی لڑکی نے سانس روکے دل ہی دل میں کہا۔

امبر اپنی بات کہ کے پیچھے ہٹی، مورنی آنکھیں جو کسی خوف کے باعث پھیلیں تھی ریلیکس ہوئیں، تالو سے چپکی زبان کچھ کہنے کے لئے اپڑی، مگر الفاظ بنتے ہی نہ تھے۔ لفظوں کی ترتیب جس کو درست کرنے لئے لیے وہ کئی ترکیبیں بنتی اس کے سامنے سب گڈ مڈ ہو جاتی تھی۔

اسلام علیکم

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ آپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ تو

Posted On Kitab Nagri

www.kitabnagri.com آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول،ناولٹ،افسانہ،کالم،ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Pg/Kitab Nagri

knofficial9@gmail.com

whatsapp _ 0335 7500595

اس کو یاد نہیں تھا کہ پچھلے چند لمحوں سے وہ سانس نہیں لے رہی۔وہ بھول گئی تھی کہ چند سیکنڈ سے اس کی سانس ساکن ہے۔

چند لمحوں کا کھیل تھا۔امبر نے نظریں پھیر لیں۔جولائی کے سورج کی تپش قدرے تیز ہوئی۔"ہاں کیونکہ تمہیں تو میں سب پہلے ہی بتا دیتی ہوں۔تم سے کچھ چھپا تھوڑی ہے"۔دعا نے ایک لمبی سانس بھرتے ہوئے کہا۔اب وہ پہلے سے ریلیکس تھی۔

Posted On Kitab Nagri

راہداری میں چند ایک سٹوڈنٹس چلتے پھرتے نظر آرہے تھے۔ کیونکہ بچوں کی کلاسز کا آغاز ہو چکا تھا۔ دعا اور امبر چونکہ بارہویں جماعت کی طالبات تھیں اور پیپرز کی ڈیٹ شیٹ مل چکی تھی اب بس ان کا پری بورڈ ہونا تھا۔ خیر آج وہ MDCAT کی کلاسز لینے آئیں تھیں جن کا آغاز دس بج کر تیس منٹ پر ہونا تھا اور بھی تقریبا ڈیڑھ گھنٹہ باقی تھا۔ اگر تم کبھی چھپانا بھی چاہو تو یاد رکھنا دعا صفدر۔ میں معلوم پڑنے پر بھی نہیں پوچھوں گی۔ امبر بیگ سے پانی کی بوتل نکال رہی تھی۔ شائد اسے پیاس لگی تھی۔

** تمہیں کیوں لگتا ہے کہ میں کبھی تم سے کچھ بھی چھپاؤں گی۔ ****

مورنی آنکھیں جو ہمیشہ چھوٹی ہوتی تھیں اس وقت قدرے بڑی لگ رہی تھیں یا پھر کسی خوف کے باعث پھیلی ہوئی تھیں۔ امبر پانی کی بوتل کو منہ کے لگائے غٹاغٹ پانی پی رہی تھی۔ آدھی بوتل سے زیادہ اس نے حلق میں انڈیل لی۔ ہلکی گلابی بوتل کا ڈھکن لگایا کندھے پر لٹکے بیگ کو ذرا آگے کیا اور بوتل زپ کھول کے اندر رکھ دی۔

** کیا تمہیں لگتا ہے تم مجھ سے کچھ بھی چھپا سکتی ہو **۔

دعا کی طرف دیکھتے ہوئے بتایا گیا۔ بلکہ یوں کہو کہ باور کرا گیا۔ اف اللہ مورنی بچاری کہاں اس کے ساتھ پھنس گئی کیا بھرے کالج میں اسے یہ ہی واحد لڑکی ملی تھی۔ دعا جو اپنے بیگ میں کچھ تلاش کر رہی تھی۔ ذرا سا سر اوپر کر کے کی امبر آنکھوں کو دیکھا۔

Posted On Kitab Nagri

** دعا کو اب پورا یقین تھا کہ امبر سب جانتی ہے،وہ جانتی وہ سب بھی جس کا اطراف دعا خود سے بھی کرنے سے نالہ ہے۔****

دعا کو اس کی مطلوبہ شے مل چکی تھی۔وہ بیگ سے چھجے والی نیلے رنگ کی ٹوپی نکال کر سر پر رکھ رہی تھی

۔

امبر۔دعا نے اسے ایسے پکارا جیسے درد میں کوئی بلائے اپنے مسیحا کو۔

"**ہزار****چار حصے گے ہوں کے دل والے خانوں چار تھا****معلوم کسے**

امبر نے اس کی طرف نرم مسکراہٹ سے دیکھا۔کمبخت نرم ہی صحیح مگر مسکرائی تو صحیح .بولو۔نرم سی مسکراہٹ برقرار رکھتے ہوئے کہا۔مورنی آنکھیں امبر آنکھوں میں دیکھ رہی تھیں۔مورنی آنکھوں میں درد تھا۔امبر آنکھوں میں فکر صاف ظاہر تھی۔

اگر کوئی ایسی بات ہو جس کو امبر درد سے لہجے میں بولی جس کو تم خود کو سے بھی چھپانا چاہو۔امبر نے اسکی بات درمیان سے ہی اچک لی۔وہ دل کی ادھ کہیں باتیں سمجھ جاتی تھی۔وہ باتیں جو زبان پر آنے سے زبان لڑکھڑا جائے وہ بنا کسی دقت کے بول دیتی تھی۔یہی اس کی عادت تھی جو اسے مورنی کی نظروں میں سب سے منفرد بناتی تھی۔

Posted On Kitab Nagri

مورنی آنکھیں جن میں کچھ دیر پہلے ایک انجانا سا درد تھا اب ان میں ایک جانی پہچانی سی خوشی تھی۔

ظاہر جب کوئی آپ کو بن کہے ہی سمجھ جائے تو خوشی تو ہو گی۔

تم کیسے جان لیتی ہو امبر۔ مورنی امبر کے قدرے قریب ہوئی۔

"اگر میں تمہارے ساتھ رہ کر بھی آشنا نہ ہوں"

سانس لینے کا وقفہ کا یا پھر ٹھہرنے کی عادت تھی۔

"تو فائدہ کیا ہے ہماری دوستی کا دعا"۔ امبر کی چھجے والی ٹوپی کو ذرا سا اوپر اٹھاتے ہوئے کہا۔

گردن میں بل آجائے گا۔ امبر نے ٹوپی کا چھجہ زیادہ نیچے کیا ہوا تھا۔جب وہ امبر کی جانب دیکھتی تو نظروں کے ساتھ گردن بھی اوپر کی طرف اٹھتی تھی۔

تم نے بتایا نہیں۔ دعا اب امبر کے بلکل سامنے کھڑی تھی۔دعا امبر کے پیچھے دیکھتے ہوئے مسکرائی ،شائد بھورے رنگ کے کپڑوں والی خاتون کو دیکھ کر مسکرائی تھی۔امبر نے نیم رخ موڑ کے پیچھے دیکھا ۔ مس عصمت تھی۔ امبر سوالیہ انداز میں بولی۔ دعا نے گردن ہاں میں ہلائی۔ مورنی آنکھیں امبر آنکھوں میں دیکھ رہی تھیں۔

دیوار کے بائیں طرف

Posted On Kitab Nagri

حمزہ سلطان اپنے پورے قد کے ساتھ قرمزی عمارت کی دوسری منزل کی راہداری میں کھڑا تھا۔ اس کے عین سامنے دروازہ تھا۔ دروازہ کے اوپر سفید پلیٹ پر کھر درے نیلے رنگ سے آفس آف ادنان علوی انگلش ڈیپارٹمنٹ ایچ او ڈی لکھا تھا۔ منصوبہ پر کام کرنے کا وقت آچکا تھا۔ ظاہر وہ اتنی گرمی میں بہار تپتی دھوپ میں تو نہیں کھڑے ہو سکتے۔

سلطان تمہیں یقین ہے نہ کہ سر نہیں آئیں گے۔ پیچھے کھڑے لڑکے نے کسی خدشے کے پیش نظر پوچھا۔ سلطان موڑا، سیاہ آنکھوں میں ذرا سا غصہ در آیا، ایک آئی برو اوپر چڑھائی۔ پیچھے والا لڑکا سمجھ گیا۔ کھڑکیاں دیکھو کھلیں ہیں۔ سلطان قدرے روب سے بولا۔ دو لڑکے کھڑکیاں چیک کرنے لگے۔ چیک کرنے والوں نے گردن نہ میں ہلائی۔ سلطان نے سمجھنے والے انداز میں گردن ہلائی۔ انگلی کے اشارے سے پیچھے کھڑے ایک چھوٹے قد کے لڑکے کو بلایا۔ لڑکا شکل سے معصوم لگتا تھا۔ بھائی اگر سر کو خبر ہو گئی تو جو ہو گا وہ بتانے لائق نہیں ہو گا۔ مشیر نے سلطان کو خدشے سے آگاہ کیا۔ سلطان کا منہ دیکھ کے اندازہ ہوتا تھا کہ مشیر کا مشورہ بلکل پسند نہیں آیا۔

پہلے کبھی ہوئی ہے۔ سلطان نے پچھلی کامیابیوں کی یاد دہانی کرائی۔ مشیر نے سمجھتے ہوئے ہاں میں گردن ہلائی۔ آفس کی کا گہرا بھورا دروازہ، برآمدے کی سفید پینٹ ہوئی دیواریں ہر بات کو سنتے ہوئے اپنی سماعتوں میں قید کر رہی تھیں۔ کام شروع کرو وقت کم ہے۔ لیکچر ختم ہونے والیں ہیں۔ سلطان

Posted On Kitab Nagri

نے حکم دے دیا۔ سلطان کے پیچھے کھڑے لڑکے نے پلکیں جھپکائیں۔ چھوٹے قد والے لڑکے کے ہاتھ میں سر کی سوئیں تھی۔

سلطان چکر کاٹ رہا تھا۔ ہاتھ پیچھے کو باندھ رکھے تھے۔ باقی لڑکے منتظر سے کھڑے تھے۔ کچھ کے چہرے پر خوف تھا۔ کچھ نروس تھے چند ایک پرجوش تھے اے سی کی ہوا میں بیٹھنے کی خوشی اتنی گرمی میں ہر خوشی سے بڑی خوشی تھی۔ لڑکا سوئیں دروازے کے لاک میں پھنسائے ادھر ادھر گھمارہا تھا۔ ایک دو تین اور یہ آئی کلک کی آواز۔ گرمی سے تھکے، پسینے سے ذرا نم، گھبراہٹ سے پریشان چہرے انجانی سی خوشی سے چمک اٹھے۔ سلطان خوش ہو گیا۔ لڑکے نے سلطان کی طرف دیکھا۔ سلطان نے سب کو اندر چلنے کا اشارہ کیا۔

وہ آٹھ سات لڑکے آفس میں داخل ہو گئے۔ آفس میں سناٹا تھا۔ پاس کھڑا شخص بھی دیکھائی نہ دیتا تھا۔ پردے کھڑکیوں کو ڈھکے ہوئے تھے۔ آفس کے ٹیبل سے لے کر سامنے کی دیوار پر ٹنگی دیوار چھوڑی سی پینٹنگ سب ڈر گئے۔ بے جان چیزوں نے ایک دوسرے کے کان میں سرگوشیاں شروع کر دیں۔ ان لئے لیے یہ تمام چہرے اجنبی تھے۔ سلطان اندر آیا۔ اس کے آہستہ چلتے قدموں کی آواز آفس میں چھائے سکوت میں باآسانی سنی جاسکتی تھیں۔

آفس میں موجود ہر شے نے ان قدموں کی آواز کو سنا اور پھر پہچان بھی لیا۔ اس کی آفس کی ہر دیوار ،کرسی سے لے کر ٹیبل پر رکھا پین بوکس بھی ان قدموں کی چاپوں سے واقف تھا۔ سلطان نے دائیں

Posted On Kitab Nagri

دیوار پر ہاتھ مارا۔لائٹ آن ہو گئی۔ ہر کسی کے چہرے پر خوشی عیاں تھی۔ دھوپ سے چھاوں میں آنے کی خوشی، چھاوں سے اے سی کی ٹھنڈک پانے کی خوشی عیاں تھی۔

ٹیبل کے بائیں طرف جو ڈرو ہے اس میں اے سی کا ریموٹ ہو گا۔ سلطان نے ٹیبل کے سامنے رکھی کرسی پر بیٹھتے ہوئے آگاہی دی۔ پیچھے صوفے پہ ڈھیے ہوئے لڑکوں میں سے ایک چہرے پر مصنوعی مسکراہٹ سجائے ہوئے اٹھا تھا۔۔ ذرا ہل کے ریموٹ نہیں پکڑ سکتا۔ بیچارہ سوچ ہی سکا کہ دیتا تو اب تک دروازے کے بہار ہوتا۔ان کو یہیں چھوڑ کر مورنی اور امبر آنکھوں کے تبصرے سنتے ہیں۔

دیوارکے**دائیں****طرف***

امبر آنکھیں بولنے کو تیار تھیں مورنی آنکھیں سنے کو بے چین ہوئیں۔ دعا میں نے کبھی تم سے نہیں کہا کہ تم مجھے اپنی ہر بات سے آشنا رکھو۔ انفکٹ جب آج سے ایک سال تقریبا آٹھ ماہ پہلے جب ہماری دوستی ہوئی تھی میں نے کچھ اصولوں سے تمہیں آگاہ کر دیا تھا۔

(امبر ایڈمن فلور کے روم نمبر ایک سوچار میں بیٹھی تھی۔ آج پہلا دن تھا کالج کا سارے بچے پر جوش تھے۔ سب کے ہونٹوں پہ خوشی کے ترانے اور آنکھوں نئے دور کی شروعات کی چمک تھی۔ کچھ لڑکیاں اپنی سکول فرینڈز سے مل رہی تھیں۔ کئی لڑکیوں کی سکول والی دوستیں کسی دوسرے کمرے

Posted On Kitab Nagri

میں تھیں۔ ان کا رول نمبر ان کی سہیلیوں والے کمرے میں نہیں تھا۔ چند ایک لڑکیاں امبر کی طرح خاموش بیٹھی تھیں۔ ظاہر کوئی سکول کی دوست کالج میں ساتھ آئی نہ باقیوں کو وہ ابھی جانتی نہ تھی۔

تمہارا بنایا ہر اصول مجھے یاد ہے۔ مجھے بہت سی چیزیں بھول گئیں کچھ تو میں نے یاد بھی کرنا چاہیں مگر ذہن سے ایسی محو ہوئیں کہ کوئی سرا ہی نہ ملتا تھا۔ مورنی آنکھیں نے امبر آنکھوں میں دیکھا۔ امبر آنکھیں متجسس سی مورنی آنکھوں میں دیکھ رہی تھیں۔ مگر،،،، مورنی نے سانس لیا۔ مگر کیا۔ امبر دھیمے لہجے بولی۔

مگر تمہارے اصول مجھے ہمیشہ یاد رہے۔ دعا نے ٹوپی کا چھجہ نیچے کرتے ہوئے کہا۔ امبر کلاس کی فرسٹ چیئر پر براجمان تھی جو دروازے کے بلکل سامنے تھی۔ ایک لڑکی متعدد بار اس کے سامنے سے گزری، مگر وہ ہر دفعہ امبر گیلانی کو ضرور دیکھتی تھی۔ امبر کو غصہ آتا تھا اس کے بار بار بہار جانے اور پھر دروازہ دھکیل کے اندر گھسنے سے۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

بات سنو۔ وہی مورنی آنکھوں والی لڑکی امبر کے قریب سے گزری جب امبر نے اس کو اپنی طرف متوجہ کیا۔ مورنی آنکھیں قدرے سکڑیں، سوالیہ نگاہوں سے امبر آنکھوں میں جھانکہ، ماتھے پہ انجانی سی فکر، یا پھر گھبراہٹ تھی۔ جی بولیں۔ مورنی امبر کی کرسی کے پاس کھڑی ہوگئی۔ آپ مجھ سے کچھ کہنا چاہتی ہیں۔ اس دن مورنی کی آنکھوں والی لڑکی کو احساس ہوا کہ اس کا مشاہدہ گہرا ہے۔

Posted On Kitab Nagri

جی نہیں، ہاں مگر میں، آپ سے وہ۔ مورنی آنکھوں والی لڑکی بوکھلاہٹ میں جانے کیا کیا بول رہی تھی ۔امبر کے چہرے پر مسکراہٹ در آئی۔

آپ مجھ سے دوستی کرنا چاہتی ہیں۔ امبر کرسی سے اٹھتے ہوئے بولی۔اس کا انداز ایسا تھا جیسے غالبا نہیں یقینا یہی بات ہو۔اس کی سوچ وسیع ہے۔یہ ایک ہی وقت میں مورنی آنکھوں کو امبر آنکھوں کے بارے میں ہونے والا دوسرا انکشاف تھا۔جی مگر آپ کو کیسے ۔ مورنی آنکھیں قدرے چھوٹی ہوئیں کبوتر کی آنکھوں کی مانند اور الجھتے ہوئے بات بیچ میں چھوڑ دی۔

تمہیں خوف ہے کہ کہیں میں نے انکار کر دیا تو تمہیں قطعا اچھا نہیں لگے گا۔ امبر نے مغرور سی مسکراہٹ ہونٹوں پہ سجائے ایک اور دھماکہ کیا۔وہ دل کے راز جان لیتی ہے۔ مورنی خوف زدہ ہوئی یا شرمندہ بحر حال اس پر ہونے والا یہ تیسرا انکشاف تھا۔

اب جب آپ کو معلوم پڑ ہی چکا ہے تو کیا آپ دوستی کی یہ رفاقت نبھائیں گئیں۔کلاس میں شور بہت تھا پرندے نئی اڑن کی خوشیاں منا رہے تھے۔وہ پروں کو پھلائے اک نئے سفر کی اڑان بھرنے کے لیے پوری شان سے چہکتے ہوئے تیار دیکھائی دیتے تھے۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

اچھا تو پہلا اور سب سے ضروری اصول کیا تھا دعا صفدر۔ امبر نے دوپٹہ صحیح کرتے ہوئے سوال داغا۔دوستی ہوئی نہیں رفاقت نبھانے کی بات کہاں سے آگئی۔ حتی کہ مجھے تو آپ کا اسم گرامی بھی

Posted On Kitab Nagri

معلوم نہیں۔ امبر آنکھیں نے مورنی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے کہا۔ اس کی زبان اور لہجہ قدرے گاڑھا ہے۔

مورنی نے ایک اور نتیجہ اخذ کیا تھا۔ دوستی کیسے ہوگی وہ آپ بتا دیں۔ دعا صفدر نے امبر گیلانی کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔ لڑکیاں ان کے قریب سے گزرتی تھیں۔ چند ایک ان کے نزدیکی کھڑیں تھیں۔ ان میں سے کئی لڑکیاں اچٹتی نگاہیں گاہے بگاہے ان پر بھی ڈال لیتی تھیں۔ میرے اصول ہیں۔

میرا نام دعا ہے۔ ابھی امبر بول ہی رہی تھی کہ دعا اس کی بات کاٹتے ہوئے بول پڑی۔ امبر نے بیزاری سے آنکھیں پھریں مطلب دعا کا بیچ میں بولنا کچھ پسند نہیں آیا۔ تو دعا جی۔ میرے کچھ اصول ہیں۔ اگر تم مجھ سے دوستی کرنا چاہتی ہو تو کیوں نہ واقف کر دیا جائے تمہیں ہر اصول سے۔ آئی بڑی بل گیٹس کی کچھ لگتی۔ تھوڑی دیر بعد مقصد بھی بتا دے گی۔ دعا صرف سوچ ہی سکی کہنے کی ہمت نہیں نہیں اتنی جرائت اس کی نہیں ہو سکتی۔

پہلا اصول

ہم دونوں کی باتیں فقط ہمارے درمیان رہیں گی۔ کوئی بات کسی تیسرے تک نہیں پہنچی چاہیۓ۔ دعا کی نظروں کے سامنے ان کی پہلی ملاقات کا تمام منظر کسی فلم کی طرح گھوم رہا تھا۔

دوسرا اصول

Posted On Kitab Nagri

ہم کوئی بھی بات ایک دوسرے سے نہیں چھپائیں گے۔خاص طور پر وہ بات جو ہمیں اندر سے بے چین کر رہی ہو۔دعا نے دوسرا اصول بھی لفظ بہ لفظ بتایا۔امبر نے ستائشی نظروں سے اسے دیکھا۔

تیسرا اصول

ہم ایک دوسرے کے پابند نہیں ہوں گے۔مرضی تو کوئی کسی پر بلکل بھی مسلط نہیں کرے گا۔دھوپ بڑھ گئی۔سورج تپنے لگا۔

راہداری کا سفید فرش سورج کی پڑتی کرنوں سے چمکنے لگا۔دعا کو دھوپ بلکل بھی نہیں پسند تھی۔وہ دیوار کے قریب ہوئی۔دھوپ سے دور چھاوں میں کھڑی ہو گئی۔

البتہ امبر قدرے دھوپ میں تھی۔چوتھا اور آخری اصول امبر دھوپ سے چھاوں میں آتے ہوئے بولی۔یاد ہے مجھے بلکہ یہ میرا دل پسند اصول ہے۔دعا ٹوپی کے چھجے کو اوپر کرتے ہوئے بولی۔

چوتھا اصول

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

اسلام علیکم

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ آپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔تو

www.kitabnagri.com آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

Posted On Kitab Nagri

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Pg/Kitab Nagri

knofficial9@gmail.com

whatsapp _ 0335 7500595

ہم میں سے کوئی بھی جب بھی چاہے دوستی توڑ سکتا ہے۔وجہ جاننا اہم نہیں لیکن کہیں بھی کسی بھی جگہ کبھی بھی ہم ایک دوسرے کو کٹہرے میں کھڑا کر کر جراح نہیں کریں گے۔مذاق نہیں اڑائیں گے اور احسانات تو بلکل بھی نہیں گنوائیں گے۔

www.kitabnagri.com

(مجھے ہر بات منظور ہے۔ میں ہر قاعدے پر پوری اتروں گئی۔ دعا نے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔کئی لڑکیوں نے طائرانہ نظروں سے،چند نے ستائشی اور متعدد نے حسد کی نظروں سے دیکھا جب وہ دونوں ہینڈ شیک کر رہیں تھیں۔یہاں سے ہوا اس لازوال دوستی آغاز جس میں کئی دور مشکل اور کٹھن راہوں کے تھے)

Posted On Kitab Nagri

تمہاری یاداشت میری سوچ سے زیادہ اچھی ہے۔ امبر نے دعا کو سراہتے ہوئے کہا۔ مورنی کو پسند تھا سراہا جانا۔ خوشی کی انتہا نہ رہی۔ تمہارے ساتھ رہ کہ ہو گئ۔ ورنہ بھولنے کی عادت بھی میری ہی تھی۔ مورنی مسکراتے ہوئے بولی۔

دیوار**کے****بائیں****طرف**

لڑکے نے اے سی آن کر دیا۔ سب سکون سے بیٹھے تھے۔ آفس میں سکوت چھایا ہوا تھا، مکمل سناٹا ،خاموشی اس قدر راج کر رہی تھی کہ چیونٹی بھی چلے تو گھوں گھوں سنائی دے۔ سامنے والی کھڑکی کھول دیتے ہیں۔ کسی نے سرگوشی کی اور خاموشی چھناکے سے ٹوٹ گئی۔ آفس کی دیواریں سنتی رہیں ۔پینٹنگز دیکھتی رہیں۔ کرسی اور میز کا بس نہ چلتا تھا ان کو نکال بہار کریں۔ ظاہر ہے وہ بے جان صحیح مگر بے وفا تھوڑی ہیں۔

اگر کوئی آیا بھی تو یہ کھڑکیاں یہاں سے نکلنے کا واحد اور محفوظ راستہ ہیں۔ سلطان نے آنکھیں گھمائیں جیسے کہ رہا ہو مشیر صاحب ایسے مشورے آپ ہی دے سکتے ہیں۔ کھڑکیاں کھول دی گئیں۔ ساتھ ہی بلب بھی بجھا دیا گیا۔ اب وہ تمام نفوس آرام سے اپنے موبائلز میں غرق ہو گئے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

دس**بج****کر****تیس****منٹ**

Posted On Kitab Nagri

بیل کی چنگھاڑتی آواز کانوں کے پردے پھاڑ رہی تھی۔ کالج میں باتوں سے زیادہ قدموں کی آواز سنائی دیتی تھی۔ ہر کوئی بھاگتا نظر آتا تھا۔ کسی کا لیکچر شروع ہو رہا تھا اور کسی کا اختتام کو پہنچ رہا تھا۔ ایسے میں وہ بچے جو ہر لیکچر کے کینٹین جانا اپنا فرض سمجھتے ہیں وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتے کینٹین کی اوڑ جاتے ہوئے دیکھائی دیتے تھے۔

سارا کالج گھوم کر اگر کالج کے ایڈمن بلاک کی طرف آو۔ سیڑھیوں سے اوپر چڑھو اور دائیں جانب مڑ کر بائیں ہاتھ والے دروازے میں گھس جاو نیچے چالیس کی تعداد میں سیڑھیاں ہیں انہیں اتر کر نیچے دیکھو تو ایک تین کمرے نظر آئیں گے۔ کمرہ نمبر ایک سو تیئیس میں نظر دوڑاو تو فرنٹ پر مورنی اور امبر کرسیوں پر بیٹھی نظر آئیں گی۔

کمرے میں شور برپا ہے ہر کوئی باتوں میں مصروف دیکھائی دیتا ہے۔ دائیں جانب لڑکے بیٹھے ہیں اور بائیں طرف لڑکیاں براجمان ہیں۔ امبر خاموش تماشائی بنی ہوئی ہے طائرانہ نظروں سے ہر کسی کو دیکھ رہی ہے۔ خدا جانے لوگوں میں کیا تلاشتی ہے جانے اس کا کون کھو گیا ہے۔ مورنی گردن پیچھے موڑ کر لڑکیوں سے محو گفتگو ہے بلکہ یوں کہنا کچھ غلط نہ ہو گا کہ مورنی آنکھیں اپنی تعریف سننے میں مگن ہیں۔

Posted On Kitab Nagri

امبر کی کرسی سے باہر دیکھو تو راہداری کے دائیں طرف والا کمرہ اور اس میں بیٹھے نفوس بنا کسی دقت کے صاف نظر آتے ہیں۔ ذرا سا غور کرو تو تمہیں معلوم ہو پہلی لین میں رکھی نیلی کرسیوں پر حمزہ سلطان اپنے پورے گینگ کے ساتھ براجمان ہے۔ وقت کی سوئیوں کو ذرا سا پیچھے گھماتے ہیں۔

دس بج کر پندرہ منٹ ہو چکے تھے۔ سلطان کرسی پر بیٹھا موبائل میں غرق تھا۔ جب وارننگ بیل بجی اور سلطان صاحب کو وقت کا احساس ہوا۔ مگر سلطان سے ذرا سا پیچھے جھانکو تو پیادے ابھی بھی ویسے ہی پڑے تھے۔ ایک آدھ موبائل میں مصروف اور چند ایک نیند کی وادیوں میں سیر کو نکل چکے تھے۔ سب کہ سب فوراً سے پہلے اٹھو بیل رنگ ہو چکی۔ اس سے پہلے کہ تمام اساتذہ جماعتوں سے باہر آئیں ہمیں یہاں سے نکلنا ہو گا۔

سب اٹھ گئے، نیند کی سیر پر جانے والے بیچ راہ میں ہی موڑ لیے گئے۔ اے سی بند کر دیا گیا۔ اب ان سب کا رخ کھڑکی کی طرف تھا۔ مطلب صاف تھا کھڑکی پھلانگ کر باہر جائیں گے۔ اب وہ ایک ایک کر کے کھڑکی سے کود رہے تھے۔ سلطان سب سے آخر پہ کودا۔ ظاہر ہے وہ اپنے پیادوں کا خیال نہیں رکھے گا تو کون رکھے گا۔ کھڑکی باہر سے بند کر دی گئی۔

حال

Posted On Kitab Nagri

امبر بات سنو۔ دعا لڑکیوں سے داد وصول کر کے امبر کی جانب متوجہ ہوئی۔ امبر نے سوالیہ نظروں سے مورنی آنکھوں میں دیکھا۔ مورنی بائیں ہاتھ سے دائیں ہاتھ کی انگلیاں مروڑنے لگی۔ امبر تم اس کرسی پر آجاو۔ مورنی نے آنکھوں میں منت سماجت کے کٹورے بھر لیے۔ لہجہ گلوگیر ہو گیا۔ ایک نمبر کی ڈرامے باز۔

دعا صفدر یہ ڈرامے چھوڑ دو تم۔ امبر نے کہتے ہوئے کرسی چھوڑ دی۔ مورنی آنکھیں خوشی سے چمک اٹھیں۔ یہ خوشی کرسی پر بیٹھنے کی نہیں تھی۔ یہ مسکراہٹ تو وہاں سے نظر آنے والے شخص کی دیدار کی تھی .دعا کی نظریں سامنے ایک کمرے کے دروازے سے ہوتی ہوئیں دوسرے کمرے کے دروازے کو پار کر کے سامنے بیٹھے شخص پر گڑ گئیں۔

دل تو ویسے ہی بدنام ہے قصوروار تو آنکھیں ہیں۔ دوسرے کمرے میں موجود شخص کو محسوس ہوا جیسے کوئی اسے نظروں کے حصار میں لیے ہوئے ہے۔ اس نے پہلے کمرے میں نظر دوڑائی تمام لڑکے لڑکیاں مصروف و مگن دیکھائی دیئے۔ اس نے سر جھٹکا اور ہاتھ میں پکڑے سفید کاغذوں میں محو ہو گیا

۔

چند لمحے وہ سفید صفحات پر کالی روشنائی سے چھپے لفظوں کو دیکھتا رہا۔ اس دفعہ اس نے کمرے میں نہیں بلکہ کمرے سامنے دروازے کے پار دیکھا۔ سیاہ آنکھیں مورنی آنکھوں سے جا ٹکرائیں۔ مورنی خشکی کے آنکھوں کے ملن کو تدارک نہ کر سکی۔ سیاہ آنکھیں قدرے حیرت زدہ لگتی تھیں۔

www.kitabnagri.com

Posted On Kitab Nagri

سیاہ آنکھوں والے شخص کو مورنی کی آنکھوں میں کچھ نقص کا شعبہ ہوا۔ کمرہ نمبر ایک سو تئیس کے بھورے کیواڑ نے کمرہ نمبر ایک سو پینتیس کے کیواڑ کو اشارہ کیا۔ سفید دیواروں نے اس اشارے کو دیکھا تو کھوج لگانے کے لئے اشارے کی تقلید میں دیکھا۔ کمرے کی دیواروں اور کیواڑوں نے آنکھوں کے اس ملن کو اپنی یادوں کے بھنور میں قید کر لیا۔

مورنی آنکھیں جھپکنا بھول گئیں۔ سیاہ آنکھیں دل کا راز پہچان گئیں۔ آنکھوں کے ملن نے عشق کی اک نئی داستان لکھ دی۔ قسمت نے اپنے تئیں فیصلے کر ڈالے۔ دل دھک دھک کرتا ہر شے سے مجھول یہ دیکھتا رہا۔ تقدیر نے دل نا آشنا کو پیام دے دیا۔ ہجر کی اذیت کاٹنے کا پیام، اگر ہوا خدا مہربان تو وصل یار کی نوید کا پیغام دے دیا گیا۔ مورنی آنکھیں خوشی سے پھولیں نہ سماتی تھی۔ سیاہ آنکھیں خود کو نایاب تصور کرتیں تھیں۔

سیاہ آنکھوں والے شخص نے بھنویں چھڑائیں۔ جیسے وہ مخالف صنف کی آنکھوں کی چمک کو نہ سمجھتا ہو۔ مورنی آنکھیں منفعل سی جھک گئیں۔ سیاہ آنکھوں کا یقین پختہ ہو گیا۔ یوں ایک نادان عشق کی داستان کا آغاز ہوا۔ اے سی کی مصنوعی ہوا نے اس آغاز کو خود میں قید کر لیا. امبر دعا کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھی نظریں جھکائے کچھ پڑھنے میں مگن تھی۔ مورنی آنکھوں کی ہمت نہ ہوئی دروازے کے پار پھر سے دیکھنے کی۔ دل نے اک نظر اور کی فریاد کی آنکھوں نے منفعل سی پلکیں لرزائیں۔

Posted On Kitab Nagri

اسلام علیکم کلاس۔ کھلے دروازے سے اندر داخل ہوتے شخص نے قدرے اونچی اور روبدار آواز میں کہا۔ آنے والا مرد تھا۔ سفید شرٹ کے نیچے بلیک پینٹ پہنے ہوئے۔ وجیہہ چہرہ، ہلکی داڑھی تھی۔ طلباء کی طرف دیکھتے وہ ڈائز کی اوڑ بڑھ گئے۔ مورنی نے سر کی جانب دیکھا اور پھر امبر کے کان میں کچھ سرگوشی کی۔ امبر غصے سے مورنی آنکھوں کو گھر کا اور کتاب پر دھیان دیا۔

سر کا رخ جوں ہی سفید بورڈ کی طرف ہوا مورنی آنکھیں دروازے کی طرف ہمکیں ۔ مگر مورنی آنکھوں نے دیکھا دروازہ بند ہے۔ چہرے پرناگواری در آئی۔ غصے سے سر کو ایسے دیکھا جیسے کہ رہی ہو چاہے زمانہ کوئی بھی مگر رقیب ہمیشہ رہیں گے۔ ایک بار پھر غصے اور جھنجلاہٹ سے دروازے کو دیکھا مگر دروازہ یوں ہی منہ چڑاتا رہا۔ امبر ظاہری طور پر ہر بات سے ناواقف فقط کتاب اور وائیٹ بورڈ کو دیکھنے میں مصروف تھی۔ سر کچھ سمجھا رہے تھے بھری کلاس سر کو ہاں میں جنبش دے رہی تھی۔ دعا بت بنے بیٹھی تھی۔ جیسے پانی سے کسی نے اسے برف کا کر دیا ہو اور جب تک کوئی ہاتھ لگا کہ پانی نا کر دے وہ سٹیچو کا رول نبھاتی رہے گی۔ آپ بتائیں۔ سر نے انگلی کا رخ دیا کی جانب کرتے ہوئے مورنی کے طوطے اڑا دیے۔ مورنی آنکھیں ایسے بڑی ہوئیں جیسے کسی ناہونے والی انہونی کی خبر ملی ہو۔

می، میں سر جی۔ دعا کی زبان لڑکھڑا گئی، آواز لرز گئی۔ خوف سے بھری کلاس میں بے عزتی کے ڈر سے۔ جسے تعریف سنے کی عادت ہو وہ بے عزتی برداشت نہیں کر سکتے۔ جی، یقینا میں آپ سے ہی مخاطب ہوں۔ سر اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

Posted On Kitab Nagri

سر یہ ٹوپک مجھے بلکل بھی سمجھ نہیں آرہا۔ اس لئے تو میں گم صم بیٹھی ہوں۔ جب کچھ نہ آئے پھر بات اگلے بندے پر ڈال دو سارا رپھڑ ہی ختم۔ آپ اس سے پوچھ لیں۔ امبر کی طرف اشارہ کیا گیا۔ امبر ہونقوں کی طرح مورنی آنکھوں میں دیکھنے لگی۔

امبر بتاو نا سر کو میں نے کہا تھا نا کہ مجھے یہ والا سٹر کچر سمجھ نہیں آرہا۔ سر دونوں کو دیکھتا رہا۔ ہاں سر اس نے کہا تو تھا۔ امبر نے غصے سے جبڑے ایسے بھینچ لئے جیسے مورنی کو زندہ چبا رہی ہو۔ اچھا چلیں۔ میں پھر سے سمجھتا ہوں۔ اس دفعہ دھیان سے سمجھنا۔ سر مورنی آنکھوں والی لڑکی سے مخاطب تھا۔

مورنی نے سکھ کا سانس لیا اور کرسی پر بیٹھ گئی۔ جھوٹی عورت مجھے کیوں پھنساتی ہو۔ امبر نے غصے بھرے انداز میں دانت پیستے ہوئے سرگوشی کی تھی۔ دوست ہو تم میری کچھ کام تو آو۔ مورنی اسی قدر مسکرائی جس قدر امبر غصے سے جبڑے بھینچ رہی تھی۔ بی بی جا کے کوئی تھیٹر ویٹر جوائن کرو۔ پڑھائی میں دل ویسے بھی نہیں لگتا تمہارا۔ امبر نے صلح دی۔ سر نے خاموش ہونے کا اشارہ کیا۔ ساری کلاس میں خاموشی طاری تھی۔ ہر کوئی سر کی جانب متوجہ تھا۔ بس ہماری مورنی کی آنکھیں آگے پیچھے پہرے دینے میں مصروف تھیں۔ سامنے سے دیکھتا وائیٹ بورڈ کا بس نہ چلتا تھا کہ اسے اٹھا کے یہاں سے کالج سے بھی چھ فٹ دور پھینک آئے۔ مورنی آنکھیں وقتا فوقتا سفید بورڈ پر بھی چلی جاتیں۔ اب بیچارہ سامنے ہی تو ہے ایک نظر مارنے میں کیا ہی حرج ہے اور اس عورت کا یہی انداز اس بورڈ کو زہر لگتا تھا۔ کلاس ختم ہوئی پڑھنے والوں نے پڑھ لیا۔ ہر کسی نے کاپی پینسل سمیٹے بیگ بند کیا۔ مورنی کا انتظار

Posted On Kitab Nagri

ختم ہوا۔ پھٹ سے کرسی چھوڑی اور امبر کی طرف لپکی۔ چلو چلیں جلدی کرو۔ کیوں جلدی کریں تیرا کی جہاز لٹی جاندا ای (تمہارا کیا جہاز لٹ رہا ہے) امبر آنکھوں والی لڑکی نے بیگ میں بھورے گتے والا رجسٹر گھساتے ہوئے کہا۔ جو لوٹ کر نہیں آئے گا میرا تو وہ لٹ گیا۔ مورنی آنکھیں چھوٹی ہوئیں اور پھر کبوتر کی طرح آنکھوں کو بلکل چھوٹا کر لیا۔ واللہ اس کا یہ انداز کوئی دیکھ لے تو دل تو کیا جان بھی ہار دے۔

اسلام علیکم

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔ تو

www.kitabnagri.com آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، ارٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کر سکتے ہیں۔

Fb/Pg/Kitab Nagri

Posted On Kitab Nagri
knofficial9@gmail.com
whatsapp _ 0335 7500595

بس لٹ ہی نہ جائے تمہارا کچھ۔امبر قدرے جھنجھلا کے بولی۔

مورنی آنکھوں والی لڑکی نے ناک چڑھایا ہونٹ بلکائے۔خیر امبر کو کسی سے کیا۔ایک یہ کمزور دل لوگ تو ویسے ہی اسے تپ چڑھاتے تھے۔ایک منٹ سنو۔امبر اور ہماری مورنی دروازے کی جانب بڑھ رہی تھی جب امبر نے دعا کو ٹوکا۔کلاس تقریبا خالی ہو چکی تھی۔ایک آدھ لڑکی بیٹھی نظر آتی تھی شائد انھیں ذرا دیر سے جانا ہو۔

ہاں اب کیا ہو گیا۔مورنی آنکھیں بیزاری سے گھومیں کلاس کے نکڑ میں بیٹھی کھلے بالوں والی لڑکی ان کو ہی دیکھ رہی تھی۔ظاہر جب کرنے کو کچھ نہ ہو پھر تھوڑی تلے ہاتھ رکھو اور ہر آتے جاتے کو دیکھتے رہو۔

"میں پوچھ رہی تھی کہ تم سے کون پاگل کچھ لوٹے گا"

Posted On Kitab Nagri

امبر نے ہونٹ دانتوں تلے دبایا پلکیں جھپکائیں اور ڈرامائی انداز میں ہنستے ہوئے پوچھا. اب ایسی بھی کوئی بات نہیں لوٹنے والے نے لوٹ لیا اور لٹنے والا بخوشی لٹ گیا۔ مورنی آنکھیں دروازے میں لگے چھوٹے سے شیشے سے باہر جھانکتے ہوئے سحر زدہ سی بولیئں۔

سحر دل مسحور من مورنی آنکھیں دیدار طلب۔امبر نے زور سے دروازہ مارا تو سحر چھنا کے سے ٹوٹ گیا۔ مورنی نے جھنجھلا کے امبر کی جانب دیکھا۔ امبر کا دیکھنے کا انداز ایسا تھا جیسے کہ رہی ہو. بی بی چلیں یا سارا محل یہیں تعمیر کرنا ہے۔

مورنی آنکھوں میں جھنجھلاہٹ در آئی۔ دعا باہر کو لپکی، خوشی سے سامنے والا دروازے کی اوڑ ہمکی، مگر خالی کمرہ منہ چڑا رہا تھا۔ مورنی آنکھوں کی مراد بر نہیں آئی۔ دل بھی قدرے بے چین ہو گیا۔ ساری مسرت مانند پڑ گئی۔ اچھلتا پانی یک دم خاموش ہو گیا۔ ہر شے پر جیسے سکوت چھا گیا۔ دعا نے زور دار مکا دروازے کے نام کیا۔ خالی راہداری میں آواز گونج اٹھی۔ امبر جو قدرے آگے جا چکی تھی پیچھے مڑ کے دیکھا۔ اسے کیا ہوا اور اتنی پیچھے کیسے رہ گئی۔ امبر بڑبڑاتے ہوئے لمبے لمبے ڈگ بھرتی دعا کی جانب بڑھنے لگی۔

درودیوار ایسے دیکھتے تھے جیسے کہ رہے ہوں گرمی زیادہ ہے سٹیا گئی ہو گی۔ کیا ہوا۔ امبر نے اس کے قریب پہنچ کر پوچھا۔ کچھ نہیں دروازے چیک کر رہی تھی۔ امبر کو شعبہ گزرا۔ دعا تم ٹھیک ہو۔

Posted On Kitab Nagri

ظاہر ہے مجھے کیا ہونا بس ایسے ہی دیکھ رہی تھی کہ ہمارے کالج کے دروازے کیسے ہیں۔ جو بھی زبان پر آیا بول دیا۔ کوئی بہانہ بن کے نہیں دے رہا تھا اس کی اداکاری آج ڈھیر ہو گئی۔ اچھا چلو کولر سے پانی پیتے ہیں۔ امبر نے اس کا دائیں بازو پکڑا اور گھسیٹنے والے انداز میں باہر کی جانب بڑھ گئی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

پھولوں کے شہر میں جاو اور پھر اتہ پتہ پوچھتے ہوئے انصاف سٹی نامی کالونی میں پہنچ جاو۔ سامنے بڑا سا گیٹ لگا ہے جس پر کھردرے الفاظوں سے نیلے رنگ کی روشنائی سے بڑا بڑا انصاف سٹی لکھا نظر آرہا ہے۔ ذرا یہ سٹیل رنگ کا گیٹ کھول کر اندر جاو اور پھر سامنے سبز میدان سے ہوتے ہوئے دائیں طرف مڑ جاو چار قدم اور آگے کو لو تو ایک مکان پر سلطان ہاوس لکھا نظر آتا ہے۔ یہ گھر اگرچہ بہت بڑا نہیں مگر بہت چھوٹا بھی نہیں۔ اگر تم دبے پاوں گھر کے اندر داخل ہو تو دیکھو سامنے ہی لاوئنج نما بڑا سا ہال ہے اور اسی ہال میں طرح طرح کے ٹیبلز اور ان پر ویسز رکھے ہیں. دیواروں پر پینٹنگز موجود ہیں۔ ایک نظر میں دل بھانے والا گھر تھا۔

ماما میرے ہیڈ فونز کہاں ہیں۔ یہ چیخنے کی آواز اوپر سیڑھیوں کی طرف سے آرہی تھی۔ اگر تم غور کرو تو آواز جانی پہچانی تھی۔ اور یہ سیڑھیاں اترتا ہوا احمزہ سلطان دکھائی دے رہا ہے۔ بلیک پینٹ شرٹ میں ملبوس بکھرے بال، کچھ بال ماتھے پر بکھرے ہوئے ہیں جو اس کے چہرے کو مزید خوبصورت بنا رہے

Posted On Kitab Nagri

ہیں۔ اگر ایک نظر تم دیکھ لو تو نگاہیں ہٹانا بھول جاو۔ وہ دھپ دھپ سیڑھیاں اتر رہا تھا ساتھ گلہ پھاڑ کے چیخ بھی رہا تھا۔

حمزہ۔ کا رخ اب کونے میں بنے ایک کمرے کی طرف تھا۔ اگر تم اس کے قدموں کے پیچھے دوڑو تو دیکھو وہ کمرہ نہیں کچن تھا۔ بڑا سارا کچن کو بھورے رنگ کا پینٹ کیا گیا تھا دیکھنے سے لگتا تھا جیسے لکڑی لگی ہو اور ایک طرف سبز سبز سا رنگ کیا گیا تھا جو بھوک کو مزید بڑھاتا تھا۔

ماما میں کب سے بول رہا ہوں آپ سن کیوں نہیں رہی۔ حمزہ کچن میں گھستے ساتھ شروع ہو گیا۔ مگر اس کی آواز کو ایک دم بریک لگ گیا۔ آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ ماما اس کی آواز کہیں دور سے آئی تھی۔

کچن میں اس کی ماں ارد گرد سے بے نیاز پکوڑے تل رہی تھی۔ لیکن جسے دیکھ کر حمزہ ہکا بکا رہ گیا وہ اس کے ہیڈ فونز تھے۔ اس کی ماں کے کانوں میں لگے ہوئے تھے۔ حمزہ کو پکوڑے بہت پسند تھے اتنے کہ وہ پکوڑوں اگر دیکھ لے تو باقی سب بھول جائے۔ مگر ابھی وہ پکوڑوں کو نہیں دیکھ رہا تھا۔ اسے تو شائد معلوم بھی نہ تھا کی پکوڑے تلے جا رہے ہیں۔ پکوڑے کڑاھی میں گیرے جاتے اور ذرا دیر بعد الٹ پلٹ کیا جاتے اور پھر نکال کر ساتھ رکھی ٹرے میں رکھ دئے جاتے تھے۔

کئی لمحے سرک گئے، کئی پل۔ آ کے گزر گئے چند گھڑیاں یونہی بیت گئیں۔ حمزہ یونہی بت بنا کھڑا رہا، پکوڑوں کی خوشبو، تیل کی چھنک چھنک کی آواز اسے کچھ بھی نہ سنائی دیتا تھا۔ ایک پکوڑ جسے حمزہ کی ماں

Posted On Kitab Nagri

تیل میں قدرے نیچے کی طرف دبا رہی تھی چیخ کی آواز کے ساتھ پکوڑا اوپر کو ہوا۔ تیل کی بوندیں اچھٹیں اور ایک بوند بت بنے کالی آنکھوں والے مرد کے بازو پر جا لگی۔ بت میں حرکت ہوئی، فسوں چھناک سے ٹوٹ گیا۔ حمزہ نے بولنے کو لب کھولے، قدم آگے کو بڑھائے، اسے محسوس ہوا قدموں کا بوجھ بڑھ چکا ہے ایک قدم من کا لگتا تھا۔ مگر اس نے قدم بڑھائے شائد قدموں کا بوجھ دل کے بوجھ سے ہلکا تھا۔ وہ فیصلہ نہ کر سکا۔

ماما آ۔۔ آ۔۔ آپ میرے ہیڈ فونز کیوں۔۔۔۔۔۔ یہ چار لفظ بھی اس نے خدا جانے کیسے بولے تھے۔ پکوڑے تلے جا چکے۔ ماں کا چہرہ ہر جزبے سے عاری تھا۔ تیل کی کڑھائی نیچے اتاری، گیس کا چولہا بند کیا۔ ہیڈ فونز ابھی بھی کانوں میں تھے۔ دیکھنے سے لگتا تھا ماں کو حمزہ کی موجودگی کی خبر نہیں۔ لیکن حمزہ کو معلوم تھا ماں کو اس کی موجودگی کا تب ہی معلوم ہو چکا تھا جب وہ باہر سے آوازیں لگاتا کچن میں آیا تھا۔ ظاہر ہے وہ ماں ہے آواز سنائی بھلیں ہی نہ دی ہو بیٹے کی مہک کوسوں دور سے پہچانتی تھی۔

حمزہ ہم بعد میں بات کریں گے۔ ابھی ہاتھ منہ دھو آؤ گرما گرم پکوڑے تیار ہیں۔ حمزہ کو یقین نہ آیا۔ کالی آنکھیں جو خوف سے پہلی تھیں خوشی سے چمک اٹھیں۔ ماں اتنا سادہ ساری ایکشن کیوں دے رہی ہیں۔ ماں نے کچھ کہا کیوں نہیں۔ کوئی ڈانٹ کوئی نصیحت کوئی وارننگ کچھ بھی نہیں۔ خیر اس کے قدم ہولے پھول ہو گئے۔ پکوڑوں کی مہک اس کے نتھنوں میں گھسنے لگی تھی۔ خوشی کی انتہا نہ رہی مطلب ماں کو کچھ نہیں پتہ لگا۔ وہ ایویں اتنا پریشان ہو گیا تھا۔

Posted On Kitab Nagri

پکوڑوں کو دیکھ کر بھوک اور بڑھ گئی اس نے ہیڈ فونز اٹھائے ماں کو ہگ کیا اور فریش ہونے اوپر کی طرف دوڑ گیا۔ گناہ چھپ جانے کی خوشی اس قدر اطمینان بخش ہوتی ہے مگر کیا گناہ ہمیشہ چھپا رہتا ہے نہیں بلکہ گناہ تو کبھی بھی نہیں چھپتا کیونکہ گناہ اور ثواب کا فیصلہ کرنے والا تو ہر بات سے پہلے ہی باخبر ہوتا ہے۔ پھر ہم انسان کس سے گناہوں کو چھپاتے پھرتے ہیں۔

کھٹ پھٹ کی آواز کمرے کے کونے سے آتی سنائی دیتی تھی۔ اگر ذرا سی نظر دوڑاو تو کمرے میں بیچ بیڈ پر بیٹھی مورنی آنکھیں موبائل میں غرق نظر آتی تھیں۔ اور کونے میں موجود الماری کے نیچے کے خانے میں کوئی چیزیں درست کرتا نظر آرہا تھا۔ اس کے لمبے بال پشت پر پھیلے ہوئے تھے۔ آبشار کی مانند بکھرتے بال نیچے سے قدرے موڑے ہوئے تھے۔ بالوں میں سے ذرا ذرا سے گلابی رنگ کے کپڑے نظر آتے تھے۔ ادھر بیڈ پر بیٹھی مورنی آنکھوں والی لڑکی ذرا سی نظر گھما کر الماری میں گھسی لڑکی کو ایسے دیکھتی تھی جیسے چوہے کو جب وہ کپڑے کتر دے۔ البتہ وہ لڑکی اب بھی یونہی بیٹھی تھی۔ اس کی کہنیاں ہلتی نظر آتی تھیں شائد وہ کچھ درست طریقے سے رکھ رہی تھی۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

پچھلے دو گھنٹوں سے یونہی شور کر رہی ہو۔ کہیں دادا کا خزانہ تو نہیں اس الماری میں۔ نہیں بلکہ ٹھرو کہیں دادی خواب میں تو نہیں آئیں تھیں نہ تمہارے کوئی پرانی وصیت کا پتہ بتانے ہیں نہ یہی بات ہے

۔

Posted On Kitab Nagri

مورنی نے موبائل ایک طرف پٹک دیا اب وہ بیڈ پر الٹی لیٹی تھی اور منہ الماری میں گھسی لڑکی کی جانب تھا۔

جس گھر میں پڑھے لکھے جاہلوں کا بسیرا ہو ناوہاں اگر چار گھنٹے بیٹھ کہ بھی صفائی کرنی پڑے تو پھر بھی کچھ نہ کچھ رہ ہی جاتا ہے۔

لڑکی نے منہ مورنی آنکھوں کی طرف کیا،ہاتھ سے بال پیچھے کو اڑسے، بھنویں اور چڑانے کے انداز میں چڑھائیں۔

دعا کو یہ الفاظ اپنی بیستی محسوس ہوئے۔ غصے سے نتھنے پھول گئے۔ یہ تم **indirectly** مجھے ہی بول رہی ہونا۔

حد ہے اتناڈائریکٹ تو بولا ہے۔ مومنہ نے ایک بار پھر منہ پھیر کر اسے دیکھا اور کندھے ایسے اچکائے جیسے کہ رہی ہو لوگ کہتے ہیں بیوقوف نہیں ملتے۔ اور منہ واپس الماری میں گھسا لیا۔

تم اپنی حد میں رہو۔ دو کام کیا آتے ہیں۔ بنتی رہتی ہے۔ پتہ نہیں سمجھتی کیا ہے۔ ویسے بھی میں نے نہیں کہا تھا خود کو ماسیوں والے چاو چڑھے ہیں۔ بس اب جب تک مورنی آنکھوں کا غصہ ٹھنڈا نہ ہو جائے بولتی رہنے گی۔

کیے جاو بک بک مجھے کیا پڑی ہے۔ الماری والی چوہی کی آواز پھر آگونجی۔

Posted On Kitab Nagri

بھاڑ میں جاو تم اور تمہارے کام۔ دعا نے تکیہ سیدھا کیا، گردن اتنی زور سے مروڑی کہ چٹخنے کی آواز آئی۔

☆☆☆☆☆☆

امبر تمہارے امتحانات کب ہیں۔امبر ٹی وی دیکھنے میں مگن تھی جب آپی کی آواز کانوں سے ٹکرائی۔

ابھی کچھ ہی دنوں ہیں شروع ہو جائیں گے آپی جان۔امبر یوں ہی ٹی وی کی طرف دیکھتے ہوئے کہ رہی تھی۔

اچھا، بیٹا پھر تیاری بھی تو کرنی ہے تم ٹی وی دیکھ رہی ہو۔امبر نے گردن موڑ کے نہایت شفیق نظروں سے آپی کو دیکھا۔آپی جب بھی کبھی اسے بیٹا بولتی تھی وہ ایسے ہی دیکھتی تھی محبت بھری نظروں سے

۔

کرنی ہے آپی بس یہ ایک ہی ایپیسوڈ ذرا سی رہ گئی ہے۔ٹی وی کی سکرین پر ہیرو ہیروئن کا کوئی جھگڑا چل رہا تھا۔امبر نے کہ کے گردن ٹی وی کی طرف پھیر لی۔ صوفے کے پیچھے کھڑی لڑکی بھی ساتھ والے صوفے پر بیٹھ گئی۔اب وہ دونوں ڈرامہ دیکھنے میں مگن تھیں۔

ہیرو چلا رہا تھا اور ہیروئن آنکھوں میں ڈھیروں شکوے لیے اسے دیکھ رہی تھی۔ مگر امبر کا چہرہ اب پہلے جیسا نہیں تھا۔اس کی آنکھوں میں کچھ تھا جو تھوڑی دیر پہلے نہیں تھا۔کچھ ایسا جس سے اس کی آنکھوں کی چمک مانند پڑ گئی تھی۔وہ بظاہر ٹی وی دیکھ رہی تھی مگر حقیقتاوہ کہیں اور پہنچی ہوئی تھی۔

Posted On Kitab Nagri

ایک اور سورج ابھر کر ڈوب گیا ایک اور رات آئی اور گزر گئی، ایک اور نئی صبح کا آغاز ہو گیا۔

ہر دن کی طرح یہ دن بھی ویسا ہی تھا، مصروف دن مگر گرم دن، گرمی ہر روز نئے سرے سے بڑھتی تھی۔ زندگی ہر روز نئے موڑ لیتی تھی۔ ہر کوئی روزی کی دھن میں مگن نظر آتا تھا۔ سڑکوں پر ہر سو رش تھا۔ کار، بس، وین، بائیک ہر کوئی بھاگتا دکھائی دیتا تھا۔

یار کل تو میں اللہ کو پیارا ہوتے ہوتے بچا ہوں۔ کالج کی وردی میں ملبوس سیاہ آنکھوں والا مرد بولا تھا۔

کیوں ملک الموت کو تو جہنم میں ڈالنے لائق بھی نہ لگا۔ سامنے بیٹھے لڑکے نے دانت دکھاتے ہوئے کہا۔

اس کے بال ماتھے پر بکھرے ہوئے تھے۔

بی سیریس۔ سیاہ آنکھوں والے مرد نے دبے دبے غصے سے سامنے بیٹھے مرد کو گھورا۔ کالج ہمیشہ کی طرح آج بھی ویسا ہی تھا۔ بچوں سے بھرا ہوا، ہر کوئی خود میں مگن تھا۔

اچھا ہو گیا سنجیدہ میں۔ اب بتا ایسا کیا ہوا کل تیرے ساتھ بکھرے بالوں والے مرد نے بالوں کو ہاتھ سے صحیح کرتے ہوئے پوچھا۔

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

میں کل کال پر تھا، اور میرا ہیڈ فون موبائل سے کنکٹ تھا۔ سیاہ آنکھوں والا مرد سامنے بیٹھے مرد کو دیکھتے ہوئے بول رہا تھا.

کوئی نئی بات بتا یہ تو تمہیں روز آتی ہیں۔ سامنے بیٹھے مرد نے بیزاری سے منہ جھٹکا جیسے سیاہ آنکھیں روز کا قصہ دہرا رہی ہوں۔

Posted On Kitab Nagri

گدھے سنے گا پوری بات تو ہی پتہ لگے گا نہ کہ نیا کیا ہوا ہے۔سیاہ آنکھوں میں غصہ در آیا۔سامنے بیٹھا مرد خاموش رہا۔انداز ایسا تھا جیسے کہ رہا ہو

"بھائی تو بول جتنا بولنا ہے بول"۔

وہ ہیڈ فونز ماں کے کانوں میں لگے ہوئے تھے۔سیاہ آنکھوں نے سامنے بیٹھے مرد کے سر پر بم پھوڑ دیا تھا۔

کیا۔سامنے بیٹھا مرد ایسے اچھلا جیسے کرنٹ لگا ہو۔چند گزرتے طلباء نے

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com

اسلام علیکم

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ آپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں۔تو

www.kitabnagri.com آن لائن ویب سائٹ آپ کو پلیٹ فارم فراہم کر رہی ہے۔

Posted On Kitab Nagri

اگر آپ ہماری ویب پر اپناناول،ناولٹ،افسانہ،کالم،ارٹیکل یاشاعری پوسٹ کرواناچاہتے ہیں تو

ابھی ای میل کریں۔

knofficial9@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل کے ذریعے رابطہ کرسکتے ہیں۔

Fb/Pg/Kitab Nagri

knofficial9@gmail.com

whatsapp _ 0335 7500595

Kitab Nagri
www.kitabnagri.com